مبشرات

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات

نبوت سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا

مبشراتِ دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کے متعلق عجیب وغریب رویائے صالحہ اور کشف کے معتبر واقعات

مرتبہ

انوار الحسن ہاشمیؒ، مبلغ دارالعلوم دیوبند

ملنے کا پتہ

Ph, 01336 23002

۲۴۷۵۵۴

مکتبہ رحیمیہ دیوبند

فہرست مضامین مبشرات دارالعلوم دیوبند

رتبۂ دار العلوم

انوار الحسن ہاشمی خاکی مبلغ دار العلوم دیوبند

اللہ اللہ رتبۂ دار العلوم دیوبند — عشقِ احمد طرّۂ دار العلوم دیوبند

چپہ چپہ پر جہاں بھی اہلِ حق موجود ہیں — ہیں اسیرِ حلقۂ دار العلوم دیوبند

حق کی خاطر دور بیں ہے اسلئے اسکی نظر — خاکِ طیبہ سرمۂ دار العلوم دیوبند

ذاتِ باری پر توکل شانِ رحمت پر نظر — ہیں یہی گنجینۂ دار العلوم دیوبند

سو برس کی اس کی رفتارِ ترقی کیلئے — ہے مکمل نقشۂ دار العلوم دیوبند

چاہتے ہو گھر میں بیٹھے سب مدارس کی سیر اگر — دیکھ لو آئینۂ دار العلوم دیوبند

طیب ابنِ احمد ابنِ قاسم نانوتوی — خادمِ دیرینۂ دار العلوم دیوبند

اشرف و محمود و انور شاہ و شبیر و حسین — ہیں یہ سب پروردۂ دار العلوم دیوبند

ان کا ثانی اب کہیں تم پا سکو ممکن نہیں — جو بھی ہیں وابستۂ دار العلوم دیوبند

بمبئی افریقہ رنگون و گجرات و دکن — ہیں یہ سب گرویدۂ دار العلوم دیوبند

ہند و پاکستان ترکستان عراق و مصر و شام — یہ بھی ہیں دلدادۂ دار العلوم دیوبند

اپنی نادانی سے سرگرمِ عداوت جو ہوا — بن گیا پروانۂ دار العلوم دیوبند

حق تعالیٰ سب کے دل میں راہِ حق واضح کرے — جو بھی ہیں برگشتۂ دار العلوم دیوبند

رات دن سب طالبانِ دینِ حق کے واسطے — ہے کشادہ سُفرۂ دار العلوم دیوبند

طالبِ دینِ نبی اک فردِ خاکی میں بھی تھا
مے کشِ میخانۂ دار العلوم دیوبند

دوبارہ اشاعت

۱۳۷۵ھ میں اس کتاب کی پہلی مرتبہ اشاعت ہوئی تھی، احقر کی مصروفیات، مسلسل علالت اور دوسرے متعدد وجوہ سے احباب کے تقاضوں کے باوجود دوسرے ایڈیشن کی نوبت نہ آسکی، یہ کتاب پاکستان میں کسی ناشر نے چھاپ لی ہے اور وہاں بہت مقبول ہوگئی ہے، تو پھر بعض اکابر نے بھی اور متعدد دوستوں اور اہل تعلق نے دوبارہ اشاعت پر اصرار کیا جو ایک درجہ میں درست بھی تھا کیونکہ یہاں عرصہ سے کتاب ختم ہو چکی تھی اور اس کی مانگ برابر آتی رہتی تھی، اس لئے کاغذ کی گرانی اور کتابت و طباعت کے اضافی مصارف کے باوجود بنام خدا اس کتاب کو دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔

اس اشاعت کا سائز پہلے ایڈیشن سے مختلف یعنی $\frac{20 \times 30}{16}$ کردیا گیا ہے، جس کی وجہ سے صفحات کی ضخامت بڑھ گئی ہے

بعض حالات و تغیرات کی وجہ سے جو تبدیلیاں ناگزیر تھیں ان کا اضافہ کیا گیا ہے۔

غیبی بشارتوں میں کچھ نئی چیزیں بڑھا دی گئی ہیں۔
سابق ایڈیشن میں کتابت کی غلطیاں تھیں ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔

اس طرح اب یہ کتاب نئے قالب اور نئے لباس میں آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

حق تعالیٰ وابستگانِ دار العلوم کو اس سے استفادہ کی توفیق دے اور کتاب کو قبولِ عام عطا فرمائے۔

انوار الحسن ہاشمی
مبلغ دار العلوم دیوبند ۱۳۹۴ھ

تیسری بار اشاعت

سنہ ۱۳۹۴ھ میں دوسری بار اشاعت ہوئی تھی اس وقت سے اب تک
مسلسل جو بہت بیمار رہا اور اب تک سلسلہ بیماری جاری ہے
بظاہر صحت کی توقع نہیں یوں اللہ کو سب قدرت ہے
دماغ میں طاقت نہیں اس لئے تیسری مرتبہ بلا ترمیم اشاعت
کیجا رہی ہے فقط ۱۵ ربیع الثانی سنہ [illegible]

اکابر دارالعلوم کے ارشادات

دارالعلوم کے متعلق چیدہ چیدہ طور پر جو واقعات اکابر سے سننے میں آتے رہتے تھے تفصیل کے ساتھ ان واقعات کا ملنا دشوار تھا، احقر نے پوری سعی وکوشش سے ان سب کو کتابی صورت میں جمع کیا اور اپنے اکابر اور اساتذہ کے سامنے اس مجموعہ کو پیش کیا تو بزرگوں نے جن مسرت آمیز الفاظ سے راقم الحروف کی ہمت افزائی فرمائی ہے ہم ان کو ذیل میں تبرکاً ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، مہتمم دارالعلوم دیوبند

احقر نے رسالہ "مبشراتِ دارالعلوم" مؤلفہ مولانا انوار الحسن صاحب ہاشمی دیکھا، یہ ایک مستحسن سعی ہے، بزرگان دارالعلوم اور اکابر دیوبند کی علمی وعملی سیرت جس قدر بھی بطون اوراق میں محفوظ کردی جائے اور مختلف عنوانوں سے اسے منظر عام پر لایا جائے اتنا ہی بصیرت افزا ہے، اور وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ یہ سعی

مقبول اور نافع ثابت ہو۔

محمد طیب غفرلہ
مہتمم دار العلوم دیوبند
۲۳/۱۲/۹۴ھ

جامع المعقول والمنقول استاذ المدرسین
حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

عرصہ سے اس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ دارالعلوم کے متعلق بزرگانِ دین کے وہ رویائے صالحہ اور مکشوفات صادقہ جو نقلاً بعد نقل منتسبین دارالعلوم میں شائع ہیں، جن سے دارالعلوم کی مقبولیت کی تائید ہوتی ہے یکجا کتابی صورت میں محفوظ ہو جائیں۔

عزیزی مولوی انوار الحسن ہاشمی نے بہت اچھا کیا کہ ان واقعات کو یکجا کر دیا جو دارالعلوم سے محبت رکھنے والوں کی محبت میں اضافہ کا سبب ہوگا، اور ناواقفین کی واقفیت کا مناسب ذریعہ ثابت ہوگا۔

اگر مولوی صاحب دارالعلوم کی پوری سالانہ روئیداد ول کو پیش نظر رکھتے تو اور بھی بہت سے واقعات سامنے آسکتے تھے

تاہم جس قدر جمع کر دیا گیا ہے اہلِ بصیرت کے لئے وہ بھی بہت کافی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو مقبول و نافع بنائے۔ آمین

محمد ابراہیم عفی عنہ بلیاوی

۲۳ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ

فخر المدرسین حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مدظلہ، مدرس دار العلوم

حامداً و مصلیاً و مسلماً میں نے مکرم دوست مولانا سید انوار الحسن صاحب ہاشمی مبلّغ دار العلوم دیوبند کا تالیف کردہ رسالہ "مبشرات دار العلوم" دیکھا۔

مولانا ممدوح نے اس مختصر مؤلَّف میں ان بشارتوں کو یکجا جمع کر دیا ہے جو حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو وقتاً فوقتاً دار العلوم کے بارے میں خواب اور عالم منام میں دکھلائی گئی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات (بخاری)

زمانۂ نبوت کے بعد وحی کا سلسلہ تو منقطع ہے، البتہ قیامت تک حضرات مشائخ و اولیاء اللہ کے خواب میں بشارتوں کا سلسلہ انشاء اللہ جاری رہے گا۔

مولانا ممدوح نے اس کتاب کے ساتھ ضروری خدمت کو انجام دیا ہے۔

قوی امید ہے کہ منتسبین دار العلوم دیوبند اس کے مطالعہ سے کافی محظوظ ہوں گے۔

حق تعالیٰ اس کو سب مسلمانوں کے لئے نافع بنائے آمین

احقر فخر الحسن

۲۴ ۱۲ ۹۴ھ

تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم!

دنیا میں جب کبھی کوئی تعلیمی ادارہ قائم ہوتا ہے، اس کا عام طریقہ یہ ہے کہ چند اہل الرائے جمع ہو کر باہمی مشورہ سے پورے غور و فکر کے ساتھ ایک اسکیم مرتب کرتے ہیں، مالی سرمایہ کو ریڑھ کی ہڈی قرار دے کر سب سے پہلے مستحکم بنیادوں پر مستقل آمدنی کے انتظامات کئے جاتے ہیں، بنکوں میں کافی سرمایہ محفوظ کیا جاتا ہے، پھر کسی والیٔ ریاست سے سنگِ بنیاد نصب کرایا جاتا ہے اور پروپیگنڈے کے مختلف ذرائع اختیار کر کے دنیا کو اس سے روشناس کرایا جاتا ہے۔

پھر بعض ادارے تو براہِ راست حکومتوں کی سرپرستی میں نشو و نما پاتے اور پروان چڑھتے ہیں جن کی ساری ذمہ داری بالکلیہ حکومتوں کے خزانے پر ہوتی ہے اور بعض ادارے جو قومی کہلاتے ہیں مختلف تدابیر اور اثرات کو کام میں لا کر حکومتوں اور

ریاستوں سے معتدبہ امداد حاصل کرتے ہیں۔

بعض ادارے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو حکومت کی تو کوئی امداد حاصل نہیں ہوتی لیکن بڑے بڑے رؤسا اور تجار اپنے قومی جذبے کے تحت اپنی لاتعداد کمائی میں ادارے کے نام کا فنڈ قائم کر کے معقول آمدنی کے ذرائع پیدا کر دیتے ہیں، کہیں کہیں اس ادارے کے نام سے کوئی کارخانہ جاری کیا جاتا ہے کہیں حصص خرید لیے جاتے ہیں، کہیں کہیں تو یہاں تک ہوتا ہے کہ سینما کا کوئی شو یا ڈرامے یا دنگل کے ٹکٹوں کی آمدنی اس کے لئے خاص کر دی جاتی ہے، اور اس طرح پہلے فراہمی سرمایہ کا اطمینان بخش حل کیا جاتا ہے، تب کہیں ادارے کامیاب ہوتے ہیں۔

طلبہ کا ہجوم بھی ایسے اداروں میں اسی وقت ہوتا ہے جبکہ پبلک کو اس امر کا پورا اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ یہاں سے تعلیم حاصل کر کے ان کے چشم و چراغ دنیا میں زیادہ سے زیادہ عزت، دولت، راحت حاصل کر سکتے ہیں، ان اداروں کی جانب سے زمانۂ تعلیم ہی طلبہ کے لئے ہر قسم کی آسائشیں آرائش، نمائش، دلچسپی کے سامان فراہم کئے جاتے ہیں

اور ہر قسم کی آزادی ان کو دی جاتی ہے، اسی لئے ان اداروں میں وہی طلبہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں جن کے والدین اور سرپرست اس پُر تکلف زندگی کے شاہانہ اخراجات کشادہ دلی سے برداشت کر سکتے ہوں اور " غریب طبقہ" جو عام طور پر ساری دنیا میں اور بالخصوص ہندوستان میں اکثریت کے ساتھ موجود ہے ان کے بچوں کا ان اداروں میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، وہ تعلیم سے محروم رہنے پر مجبور ہیں۔

لیکن مدارس دینیہ بالخصوص دارالعلوم دیوبند کی تأسیس دوسرے اداروں سے بالکل مختلف ہے، وہ صرف الہام غیب اہل اللہ کے مکاشفات وواردات اور دعاؤں کا نتیجہ ہے اس کی بنیاد للٰہیت اور خلوص پر رکھی گئی ہے، اس کا سنگ بنیاد وقت کے اولیاء اللہ نے نصب کیا ہے، اس کا سرمایہ توکل علی اللہ ہے۔ اس کے معاونین صرف وہی اصحاب ہیں، جو اپنی پاک کمائی کو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے صرف کرنا چاہتے ہیں ان کا نصب العین صرف تعلیم دین، اشاعت دین اور تربیت اخلاق ہے، اس کے اکابر الحمد للہ اسوۂ نبوی پر عامل ہیں اس کے کارکن صابر وقانع ہیں، اس کے طلبہ سادگی کی تصویر ہیں، اس کے

فضلاء دین کے متا دہیں، اس کے بہی خواہاں خلوص وایثار کے مرقع ہیں، عوام وخواص میں جو بھی کسی حیثیت سے دارالعلوم سے وابستہ ہے اس کی علمی وعملی، اخلاقی وروحانی حالت ایک حد تک خیر وصلاح کی طرف مائل ہے۔

بزرگوں سے بارہا تواتر کے ساتھ یہ بات سُنی گئی ہے کہ تاسیس دارالعلوم کے زمانہ میں اس وقت کے اکثر اہل اللہ کے قلوب پر دیو بند میں مدرسہ کے قیام کا انکشاف ہوا۔

ان حضرات نے اپنے اپنے مکاشفہ اور منجانب اللہ الہام کا اظہار ایک دوسرے سے فرمایا اور اس طرح اس ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔

بہر حال دارالعلوم کی بنار اور اس کا قیام رسمی اور حسّی طور پر نہیں بلکہ صرف الہامی ہے، قیام کے بعد بھی بہت سی غیبی بشارتیں ظہور میں آئیں اور آج تک تائید غیبی کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے۔

دارالعلوم کی عمارت جس جگہ موجود ہے قیام دارالعلوم سے برسوں پہلے چوٹی کے بزرگوں نے کشف کے ذریعہ یہاں سے علم نبوی کی بُو کا احساس فرمایا۔

عین عمارت کی ابتدار کے وقت ایک بزرگ کے خواب

میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے بنیاد کے لئے زمین پر نشان لگایا جو بیداری کے بعد صبح کو سب نے دیکھا، دار العلوم کے اندرونی کنویں میں سے ایک بزرگ کے خواب میں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پانی کھینچکر لوگوں کو پلایا، یہ پانی دودھ کی شکل میں تھا۔

ان مکاشفات اور سچے خوابوں سے قلوب پر دار العلوم کی عظمت و مقبولیت کا سکہ بیٹھ جاتا ہے، یہ مبارک بشارتیں دار العلوم، اس کے خادمان اور معاونین کے لئے دل جمعی کا باعث ہیں، ہم ان چیدہ چیدہ واقعات کو یکجا کر کے بصورت کتاب ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں، اس کتاب کا نام غیبی اشارات یعنی

مبشرات دار العلوم

رکھا جاتا ہے، ہم اس بات کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ :-

در حقیقت ہر خواب یا کشف شرعاً حجت نہیں اور نہ ہر ایک شخص کا ہر ایک خواب یا کشف سچا ہوتا ہے اور نہ ہی ہر ایک خواب یا کشف پر قطعی و کلی اطمینان کیا جا سکتا ہے، اس لئے ہم صاف صاف

کہدینا چاہتے ہیں کہ دارالعلوم کے متعلق خواب یا کشف سے ہمارا مقصد یقینی استدلال و تمسک نہیں تاہم اہلِ تقویٰ و طہارت کے قلوب صافیہ پر جو چیز بیداری یا خواب میں ظاہر ہوتی ہے وہ قطعی طور پر ناقابلِ اعتبار بھی نہیں ہوتی بلکہ جن نیک دل لوگوں کو اولیاء اللہ سے ان کے علم و عرفان، زہد و تقویٰ، اعمال و اخلاق کے مسلسل تجربہ کی بنا پر عقیدت ہوتی ہے وہ لازمی طور پر اپنے بزرگوں کے کشف اور ان کے بیان کیے ہوئے خواب سے اپنے دل میں اطمینان محسوس کرتے ہیں، اسی امر کو پیش نظر رکھ کر ہم نے یہ مجموعہ مرتب کیا ہے۔

اس میں افواہوں سے قطعی اجتناب کیا گیا ہے اور ہم نے صرف وہی واقعات اس کتاب میں درج کیے ہیں جو ہمیں معتبر ذرائع سے حاصل ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کا حوالہ دیدیا گیا ہے۔

اب تک جس قدر معتبر واقعات دستیاب ہوئے اتنے ہی درج کیے گئے ہیں، بعد میں اگر اور واقعات معلوم ہوئے تو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ان کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

یادداشت

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ولی یا بزرگ کی صورت میں دیکھے یا کشف میں حضورؐ سے ان کا قرب معلوم ہو تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ شخص حضور کے مرتبہ میں داخل ہو گیا، العیاذ باللہ ایسا عقیدہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ کشف اور خواب معتبر ہونے کی صورت میں صرف یہ سمجھنا چاہیے کہ:۔

"یہ بزرگ متبع سنت، محب الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام اور عاشق ہے"!

اس لئے کہ کسی امتی کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی نبی کے مرتبہ کو پہنچ سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام انبیاء کے سردار ہیں چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

احقر انوار الحسن
مبلغ دار العلوم دیوبند
محرم ۱۳۷۵ھ

خواب اور کشف کی حقیقت

انسان جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے بیداری کے بعد قلب اس سے ضرور متأثر ہوتا ہے، اگر خواب میں کوئی دل خوش کن واقعہ دیکھا گیا ہے تو بیداری کے بعد اس سے قلب میں سرور وانبساط محسوس ہوتا ہے اور اگر خواب میں تکلیف دہ واقعہ دیکھا گیا ہے تو بیداری کے بعد طبیعت پژمردہ ہو جاتی ہے، اور کافی عرصہ تک دل پر وہم وخیال کا بادل سا چھایا رہتا ہے اس لئے یہ کہنا تو مشکل ہے کہ خواب صرف خیالات کا مجموعہ اور افکار کے ہجوم کا عکس ہے لیکن پھر بھی اچھے خواب کی وجہ سے ہر شخص کا لایعنی امیدیں قائم کر لینا یا بُرے خواب کی وجہ سے بالکل مایوسی کے گڑھے میں گر جانا بھی درست نہیں ہے۔

ایسے ہزاروں واقعات موجود ہیں جن کا احاطہ اس وقت مقصود نہیں کہ خواب کے بعد جب کسی ماہر تعبیر سے دریافت کیا گیا تو باوجودیکہ وہ معبّر اس شخص کے اس وقت کے خیالات

اور افکار سے بالکل ناواقف تھا لیکن مجرد خواب سن کر جو کچھ اس نے تعبیر بتلائی اس سے قلب کو فوری یکسوئی نصیب ہوگئی اور چند ہی دن کے بعد بالکل تعبیر کے موافق حالات سامنے آگئے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر خواب بالکل (لایعنی) چیز نہیں ہے اس کے باوجود ہر شخص کے ہر خواب کے متعلق صحیح یا غلط ہونے کا یقینی طور پر کوئی فیصلہ نہیں دیا جا سکتا، تاہم دو خواب یقیناً سچے ہوتے ہیں اور شرعی حیثیت سے اُن کے غلط ہونے کا احتمال ہی نہیں۔

۱ وہ خواب جو کسی نبی نے دیکھا ہو، ایسا خواب کبھی غلط نہیں ہوتا، بلکہ نبی کا خواب وحی اور شرعاً حجت ہوتا ہے۔

۲ وہ خواب جس میں کسی مسلمان نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو، ایسا خواب کبھی ہرگز غلط نہیں ہو سکتا، حضورؐ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

من رآنی فقد رأی الحق فان الشیطان لا یتمثل بی۔	جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے درحقیقت مجھ ہی کو دیکھا، اس لئے کہ شیطان میری صورت بنا کر نہیں آسکتا۔
(بخاری کتاب الرؤیا)	

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص زیادہ سچا ہوتا ہے اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوتا ہے، قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب اور خواب کی بنا پر اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کا ذبح، نیز قرآن پاک کی سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب اور اس کی تعبیر اور پھر عزیز مصر کا خواب اور حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے اس کی تعبیر اور پھر آپ کی تعبیر کے موافق واقعات کا مفصّل ذکر موجود ہے، جس کی وجہ سے ایک مسلمان کے لئے ہر خواب میں واقعیت کا قطعی انکار کسی طرح درست نہیں۔

حدیث میں ہے کہ خواب تین طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) بیداری میں جن خیالات اور افکار کا ہجوم ہوتا ہے خواب میں ان ہی کا تصوّر سامنے آجاتا ہے، ایسے خواب کو اصطلاحاً ہمت نفس کہتے ہیں۔

(۲) شیطان مختلف طور پر بنی نوع انسان کو نیند کی حالت میں ڈراتا اور دھمکاتا ہے، ایسے خواب کو اصطلاح میں اضغاث احلام کہتے ہیں۔

(۳) منجانب اللہ آئندہ پیش آنے والے واقعات کو قبل از وقت

بطور رمز و اشارات کے دکھلا دیا جاتا ہے، ایسا خواب بحکم الٰہی ارواحِ مومنین کی طرف سے ہوتا ہے، ایسے خواب کو اصطلاحی طور پر مرموزہ کہتے ہیں، اور ایسے ہی خوابوں کو رویائے صالحہ یا مبشرات کہا جاتا ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لم یبق بعدی من النبوۃ شئ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ یریٰ ھا المسلم او تریٰ لہٗ

(البخاری ومسلم والنسائی ولفظہ لکنز العمال)

میرے بعد نبوت کے اجزاء میں سے سوائے مبشرات کے کوئی جزو باقی نہیں رہا، صحابہؓ نے پوچھا مبشرات کیا ہیں، حضورؐ نے فرمایا وہ اچھے خواب ہیں جن کو کوئی مسلمان خود دیکھے یا کوئی دوسرا شخص اس کے لئے دیکھے۔

دوسری جگہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا۔

الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزءًا من النبوۃ۔

اچھا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

حدیث شریف میں اس کی بھی سخت ممانعت آتی ہے کہ کوئی شخص جھوٹا خواب بیان کرے، اہلِ علم اور حضرات اہل اللہ اس وعید سے بخوبی واقف ہیں اس لئے کسی اہلِ علم سے قطعاً یہ ممکن نہیں کہ وہ بلا دیکھے دل سے بنا کر جھوٹا خواب بیان کرے، اسی لئے اس کتاب میں وہی خواب درج کئے گئے ہیں جو اہلِ علم اور اہل اللہ نے خود دیکھے ہیں اور ہم تک معتبر ذرائع سے پہنچے ہیں، خواب کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد کشف کی حقیقت کو سمجھئے۔

کشف کی حقیقت تو وہی حضرات صحیح طور پر بیان کر سکتے ہیں جو اہلِ کشف ہیں، عوام کی تفہیم کے لیے اتنی قدر کافی ہے کہ ایک ماہرِ فن طبیب یا کامل الفن ڈاکٹر مریض کی نبض یا اس کا قارورہ دیکھ کر یا تھرمامیٹر یا آلۂ مسماع الصدر استعمال کر کے اور کبھی صرف صورت دیکھ کر اور بعض مرتبہ تو غائبانہ حالات سن کر ہی مرض کی اصلی حقیقت کو معلوم کر لیتا ہے، جس کو بعض پیچیدہ حالات میں عام اطباء و ڈاکٹر بھی نہیں پہچان سکتے۔

ماہرین سائنس پانی یا خون کے ایک قطرہ میں ہزاروں

جراثیم کا صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ مشاہدہ کرا دیتے ہیں، یہ چیزیں تعجب انگیز ضرور ہیں مگر روزمرہ کے مشاہدہ کے بعد تسلیم و اعتراف کے سوا چارہ نہیں، یہ سب کچھ ابتداء آلات کے ذریعہ ہوتا ہے، لیکن بعد میں آلات کی بھی ضرورت نہیں رہتی بلکہ مہارتِ فن اور طویل تجربہ کے بعد ان کو ایسا ملکۂ راسخہ حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ خود تو بغیر آلات ہی کے اپنی تحقیق پر مطمئن ہو جاتے ہیں، ہاں دوسروں کو یقین دلانے کے لئے آلات کا استعمال بھی کر لیتے ہیں۔

اس کے علاوہ سیکڑوں آدمی اس دنیا میں ایسے موجود ہیں جو یہ بتلا دیتے ہیں کہ زمین کے اس حصہ میں سونے یا چاندی، کوئلہ یا گندھک، پٹرول یا مٹی کے تیل کی کان ہے، اور اس جگہ شیریں یا کھاری پانی ہے، چنانچہ اس جگہ کو کھودنے کے بعد اکثر و بیشتر ان کا بیان صحیح نکلتا ہے، اور تعجب انگیز ہونے کے باوجود اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ نیز پرانے کاشتکار مختلف جنگلوں کی مٹی دیکھ اور سونگھ کر بتلا دیتے ہیں کہ یہ زمین گیہوں کے لئے بہتر ہے، یہ گنے کے لئے ہے، یہ دھان کے لئے اور تجربہ کے بعد ان کا کہنا اکثر صحیح نکلتا ہے، بہرحال یہ سب امور

تعجب انگیز ضرور ہیں لیکن تجربہ کے بعد انکار کی مجال نہیں، یقین واقرار تصدیق واعتراف لازمی ہے، جب یہ سمجھ میں آگیا تو اب کشف کو سمجھئے کہ جس طرح ان ظاہری اعمال کا حال ہے کہ جس کسی کو مہارتِ فن اور تجربہ کے بعد ملکۂ راسخہ حاصل ہو جاتا ہے تو جو چیزیں ہمارے نزدیک مشکل و متعذر، تعجب انگیز اور عقل میں نہ آنے والی ہیں ان کے نزدیک روزمرہ کا معمولی کام ہے۔

بالکل اسی طرح کشف کا حال ہے کہ بعض کامل الایمان بزرگوں کو جن کی عمر کا بیشتر حصہ تزکیۂ نفس اور روحانی تربیت میں گزرتا ہے، باطنی اور روحانی حیثیت سے ان کو منجانب اللہ ایسا ملکۂ راسخہ حاصل ہو جاتا ہے کہ خواب یا بیداری میں ان پر وہ امور خود بخود منکشف ہو جاتے ہیں جو دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں اور تجربہ میں بارہا صحیح و درست ہونے کی وجہ سے ان کا اعتراف واقرار کرنا پڑتا ہے، اسی روحانی ملکۂ راسخہ کا نام کشف ہے، اسی کو الہام بھی کہہ دیتے ہیں۔

ہم نے اپنی اس کتاب میں ایسے ہی رویائے صالحہ اور معتبر کشف والہام کو جمع کیا ہے جن کا تعلق دارالعلوم یا اس کے بزرگوں سے ہے۔

حضرت شیخ الاسلام استاذنا و مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:-

بشارت غیبی از حضرت مولانا شیخ احمد صاحب[1] فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

"حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کے ان مکاتیب میں جو ابھی چھپے نہیں ہیں۔ میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب بادشاہ جہانگیر نے ان کو قید کرکے دہلی بلایا اور ان کا دیوبند گذر ہوا، تو فرمایا"

"اس جگہ سے علم نبوت کی بو آتی ہے"

چنانچہ واقعی اس جگہ کو اللہ تعالیٰ نے علم شریعت و نبوت کا مظہر قرار دیا۔

تقریر حضرت مولانا مدنی، یکم ربیع الاول ۱۳۷۰ھ رسالہ القاسم کا خاص نمبر ص۵۵

اس واقعہ کا ذکر "علماء ہند کا شاندار ماضی" میں بھی موجود ہے۔

---

[1] آپ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء میں جمعہ کے روز پیدا ہوئے سرہند شریف آپ کا وطن مبارک ہے، زبردست عالم اور (باقی ص۲۵ پر)

(بقیہ صفحہ ۲۴) متبع السنۃ تھے، اکبر بادشاہ کے قائم کردہ باطل مذہب کی تردید کی، بدعت کو مٹایا، سنن نبوّت کو زندہ کیا، مسلمہ طور پر سن ہجری کے دوسرے ہزار کے مجدد مانے گئے، ۱۰۳۴ھ مطابق ۱۶۳۶ء میں وفات پائی، سرہند شریف میں مزار مبارک ہے۔

۲۵ پہلے زمانہ میں بادشاہوں کو لوگ تعظیمی سجدے کیا کرتے تھے، جہانگیر بادشاہ کو بھی سجدۂ تعظیمی یا سجدۂ تحیتہ کیا جاتا تھا، جہانگیر بادشاہ نے حضرت مجدد صاحبؒ کو دربار میں بلوایا تھا، حضرت تشریف لے گئے، لیکن السلام علیکم کہا، سجدہ نہ کیا تو بادشاہ کو ناراضی ہوئی، گھر پہنچنے کے بعد گرفتار کرا کر پہلے دہلی بلوایا اور وہاں سے گوالیار کے قلعہ میں قید کردیا، بعد میں حضرت کے حالات اور کیفیات معلوم کرکے بادشاہ کو شرمندگی ہوئی اور توبہ کی، جہانگیر کا بیٹا خرّم جو بعد میں شاہجہاں کہلایا آپ سے بیعت ہوگیا تھا پھر کیا تھا سارے حالات بدل گئے، شاہجہاں کے بیٹے اورنگ زیب عالمگیر میں جو صلاحیتیں اور شریعت کی پابندی تھی وہ حضرت ہی کا فیض تھا۔

۲۶ اس وقت کسی کو شان و گمان بھی نہ تھا، کیونکہ جس جگہ اب مدرسہ ہے اس وقت یہ جگہ خراب و خستہ حالت میں تھی۔

بشارتِ غیبی از حضرت سید احمد صاحب شہید، رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ!

حضرت الحاج القاری مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ العالی نے مولانا ابوالکلام آزاد وزیر تعلیماتِ ہند کو ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۷۰ھ میں دارالعلوم میں تشریف آوری کے موقع پر جو سپاسنامہ پیش فرمایا ہے اس میں تحریر ہے کہ:۔

یہ دارالعلوم جو اپنی ابتدا میں ایک ضعیف کونپل تھا اور آج ایک تناور درخت ہے۔ درحقیقت حضرت سید احمد صاحب قدس سرہٗ کے اس مکاشفہ کی تصدیق تھا کہ:

"مجھے یہاں سے علم نبوّت کی بُو آرہی ہے"

ا؎ آپ یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ھ مطابق سنہ ۱۷۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ بڑے مجاہد اور متبع سنت بزرگ تھے، اپنے خلیفۂ خاص حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید دہلویؒ کو لے کر ایک بڑی جمعیت کے ساتھ سکھوں سے جہاد کیا، پشاور کا کچھ علاقہ فتح کرلیا تھا، پنجتارہ مقام دارالخلافت تھا۔ آپ نے وہاں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرز عمل پر اسلامی حکومت (باقی صفحہ ۲۷ پر)

جبکہ وہ جہاد پنجاب پر جاتے ہوئے دیوبند کے اس مقام[۱]
سے گذرے ہیں جہاں دارالعلوم کی عمارت کھڑی ہے۔
(روداد خیر مقدم ص۲۱) القاسم خاص نمبر ص۹۳

(بقیہ ص۲۶) قائم کردی تھی، سکھوں سے جنگ کا سلسلہ جاری تھا، سرحدی قبائل
نے دھوکا دیا، بغاوت کی جس کی وجہ سے خانہ جنگی شروع ہوگئی، سرحدی قبائل
سکھوں سے مل گئے، راجا شیر سنگھ کئی ہزار فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا، گھمسان
کی لڑائی ہوئی، بالآخر ۲۴ ذوالقعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق مئی ۱۸۳۱ء بروز جمعہ
بوقت جمعہ جہاد کرتے ہوئے علاقہ بالاکوٹ میں شہید ہوگئے، سید صاحب کی
عمر (۴۶) سال کی تھی، آپ کے خلیفۂ خاص حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید
دہلویؒ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ کے خاندان سے تھے، حضرت سید
صاحب کے ساتھ جہاد میں شریک تھے بلکہ دست راست تھے، وہ بھی آپ کے ساتھ
اسی مقام پر شہید ہوگئے تھے ان کی عمر اس وقت (۵۳) سال کی تھی (سیرت احمدیہ)

[۱] جس جگہ اب مدرسہ ہے اس زمانہ میں وہاں بستی کی غلاظتوں کے ڈھیر لگے
رہتے تھے، حضرت سید صاحب نے مدرسہ کے قریب دیوان محلہ میں اپنے قافلہ
سمیت کئی روز تک شیخ نہال احمد کے والد شیخ لطف اللہ صاحب کے یہاں قیام
فرمایا تھا اور قاضی کی مسجد میں نماز ادا فرماتے تھے۔
(علمائے ہند کا شاندار ماضی ج ۵ ص ۵۹)

غیبی بشارت از حضرت میانجی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی نے اسی سپاسنامہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

دار العلوم، حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس سرہٗ شیخ الشیخ حضرت بانیٔ دار العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے اس الہام کی محسوس تصویر ہے کہ:۔

"فقیر نے ایک ایسی ہنڈیا[2] پکائی ہے جو نہ سو برس پہلے پکی ہے، نہ سو برس بعد میں پکے گی"۔ (روداد خیر مقدم ص۲۱)

---

[1] میانجی نور محمد صاحب۔ قصبہ جھنجھانہ ضلع مظفر نگر، یوپی کے رہنے والے تھے قصبہ لوہاری ضلع مظفر نگر میں بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیا کرتے تھے، شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد تھے (۳۰) سال میں کبھی تکبیر اولیٰ قضا نہیں ہوئی تھی، حضرت حاجی صاحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت میانجی صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک پہنے ہوئے ہیں، اسی بشارت کی بنا پر حضرت حاجی صاحب آپ سے بیعت ہوئے ۴ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ میں وفات پائی، مزار مبارک قصبہ جھنجھانہ میں مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ (تعلیم الدین از حضرت تھانوی رح)

[2] اسی ہانڈی کو حضرت بانی دار العلوم مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بطور کشف فضائے آسمانی میں معلق دیکھا تھا۔ (مرتب)

غیبی بشارت از حضرت میانجی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی نے اسی سپاسنامہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

دارالعلوم، حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس سرہٗ شیخ الشیخ حضرت بانیٔ دارالعلوم رحمۃ اللہ علیہ کے اس الہام کی محسوس تصویر ہے کہ:۔

"فقیر نے ایک ایسی ہنڈیا[2] پکائی ہے جو نہ سو برس پہلے پکی ہے نہ سو برس بعد میں پکے گی"۔ (روداد خیر مقدم ص۲۱)

---

[1] میانجی نور محمد صاحب قصبہ جھنجھانہ ضلع مظفر نگر، یوپی کے رہنے والے تھے قصبہ لوہاری ضلع مظفر نگر میں بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیا کرتے تھے، شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد تھے (۲۰) سال میں کبھی تکبیر اولیٰ قضا نہیں ہوئی تھی، حضرت حاجی صاحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت میانجی صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک پہنے ہوئے ہیں، اسی بشارت کی بنا پر حضرت حاجی صاحب آپ سے بیعت ہوئے ۴ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ میں وفات پائی، مزار مبارک قصبہ جھنجھانہ میں مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ (تعلیم الدین از حضرت تھانوی رح)

[2] اسی ہانڈی کو حضرت بانی دارالعلوم مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بطور کشف فضائے آسمانی میں معلق دیکھا تھا۔ (مرتب)

غیبی بشارت از سرگروہ جماعت دیوبند
حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ نے مولانا
ابوالکلام آزاد وزیر تعلیم ہند سے دارالعلوم میں تشریف آوری کے

لہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فاروقی رح کا اصلی وطن تھانہ بھون تھا
عرب و عجم میں آپ کے متوسلین کثرت سے موجود ہیں، حیدرآباد دکن میں نظام
حیدرآباد کے استاد حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب اور لکھنؤ کے مولانا
عبدالولی قطب الدین صاحب، ادھر مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح
مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، مولانا اشرف علی صاحب رح سب آپ سے
بیعت اور آپ کے خلیفہ ہیں، جب تک آپ ہندوستان میں مقیم
تھے تو تھانہ بھون کی اس خانقاہ میں مقیم تھے جہاں بعد کو حضرت
مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مقیم رہے۔

جب آپ نے مکہ معظمہ میں ہجرت فرمائی تو حرم کعبہ کے ایک
گوشہ میں رہے۔ ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ میں وفات پائی
اور مکہ معظمہ کے پاک قبرستان جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں۔

(تعلیم الدین از حضرت تھانوی رح)

وقت دورانِ گفتگو میں ارشاد فرمایا کہ:۔

"شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہؒ صاحب مہاجر مکیؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ "دیوبند کی خوش قسمتی ہے کہ قیامِ دارالعلوم کی نیم شبی دعاؤں کو اس نے اپنے اندر سمیٹ لیا ہے، جبکہ ۱۸۵۷ء کے بعد ہزاروں مخلص بندگانِ خدا دعائیں مانگتے تھے کہ ہندوستان میں دینِ محمدی اور امتِ مسلمہ کے بقاء کا کوئی انتظام ہو۔"

(۳) ایک تقریر میں حضرت مولانا حسین[1] احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ نے

---

[1] آپ کا وطن موضع اللہ داد پور ٹانڈہ ضلع فیض آباد ہے، قصبہ بانگر مئو ضلع اناؤ میں آپ کے والد سید حبیب اللہؒ صاحبؒ ماسٹر تھے، وہیں آپ ۱۹ شوال سنہ ۱۲۹۶ھ کو پیدا ہوئے، آپ حسینی سید ہیں، ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول میں پائی، سنہ ۱۳۰۹ھ میں دیوبند میں داخل ہوئے، فراغت کے بعد اپنے والد کے پاس جو ہجرت کرکے مدینہ منورہ چلے گئے تھے، آپ بھی تشریف لے گئے (۱۴) سال تک مسجدِ نبوی میں درسِ حدیث دیا، حضرت حاجی امداد اللہؒ صاحب سے کسبِ فیضِ باطنی کیا، مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت و خلافت حاصل کی، سنہ ۱۳۴۶ھ سے دارالعلوم کے صدر المدرسین ہوئے، آپ علم و سیاست، تقویٰ، پرہیزگاری میں کوہِ گراں اور بحرِ رواں تھے، آپ کے حالات کو ضبطِ تحریر میں لانا مشکل ہے، آپ کی مجاہدانہ زندگی علماء، وزعماء و صوفیاء سب کے لئے مشعلِ راہ ہے، صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زندگی کا نمونہ تھے۔ اللہ آپ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔

ارشاد فرمایا کہ:-

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ سے جب ہمارے مہتمم (مولانا طیب صاحب) کے والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت ہمارے مدرسہ کے لئے دعا فرمائیں، تو بگڑ کر فرمایا:-

"کیا خوب! تمہارے مدرسہ کے لئے؟ نہ معلوم ہماری کتنی راتیں اس دعا کی نذر ہوئی ہیں، اور اب مدرسہ آپ کا ہوگیا؟"

(تقریر مولانا مدنی، کوائف سہ ماہی اول ۱۳۷۰ھ ص ۳۷)

لہ ایک روایت یہ ہے کہ مولانا حافظ محمد احمد صاحب کے بجائے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تھے، اور ایک روایت یہ ہے کہ ان دونوں کے بجائے دیوان محمد یٰسین صاحب تھے جو مولانا طیب صاحب کے نہیالی رشتہ کے حضرات میں سے تھے، بہت صالح بزرگ تھے اور حضرت نانوتوی سے بیعت تھے، بہر حال سوال کرنے والے کوئی صاحب بھی ہوں سوال کی نوعیت بطور قدر مشترک قریب قریب ایک ہی تھی اور حضرت حاجی صاحبؒ کا جواب بروایتوں میں ایک ہی ہے۔

غیبی بشارت از حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ اے اللہ یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپر ہیں، پھر جس وقت صبح کو مدرسہ آیا مدرسہ کے چھپر نظر پڑے تو ویسے ہی چھپر تھے۔

یہ زمانہ مدرسہ کا ابتدائی زمانہ تھا، تب تعبیر سمجھ میں آئی کہ یہ مدرسہ کی مقبولیت دکھلائی گئی ہے۔

(افاضات اسلامیہ جلد اول، از حکیم الامت حضرت تھانوی ص ۱۰۳ ملفوظ ۱۰۹، ۲ رمضان سنہ ۱۳۵۰ھ)

غیبی بشارت از قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب ابن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی دار العلوم دیوبند کے مہتمم

ؔ آپ کی ولادت باسعادت ۶ ذوالقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ بروز دوشنبہ (باقی صفحہ ۲۳)

تھے، اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ مدرسہ کے سرپرست تھے
اتفاقاً مدرسہ میں اندرونی اختلافات پیدا ہو گئے تھے، حضرت
مولانا گنگوہیؒ سرپرست کی حیثیت سے تحقیق حال اور تصفیہ
کے لیے دیوبند تشریف لائے تھے، فریق مخالف نے حضرت حافظ
صاحب کی شکایت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ حافظ محمد احمد صاحب
کو اہتمام سے علیحدہ کر دیا جائے تو حضرت گنگوہیؒ نے مخالف
جماعت سے علی الاعلان وثوق کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ :-

آپ لوگ تو اس پر اصرار فرما رہے ہیں اور میں نے حق
تعالیٰ کے سامنے اس معاملہ کو تین بار (اور ایک
روایت کے مطابق گیارہ بار) پیش کیا اور ہر دفعہ یہی
جواب ملا کہ :-

(بقیہ ۳۲) بوقت چاشت ہوئی، وطن مالوف گنگوہ شریف ضلع سہارنپور ہے
حضرت ابو ایوب انصاری صحابیؓ کی اولاد سے ہیں، مولانا قاسم صاحبؒ کے ساتھ
دہلی میں پڑھتے رہے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت ہوئے، صرف ۴۲ یوم
دن میں خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے، اپنے زمانہ کے قطب وقت تھے
حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ معاملہ اُلٹا ہو گیا ورنہ میں مرید ہوتا اور وہ مرشد
ہوتے، اتباع سنت میں مضبوط تھے، بلاخوف لومۃ لائم فتویٰ دیتے تھے، اس وقت آپ کے
پوتے مولانا حکیم عبدالرشید صاحب اپنے دادا کی ظاہری و باطنی علمی و روحانی یادگار موجود ہیں ۱۲

دار دیوبند کی ترقی حافظ احمدؒ ہی کے ہاتھوں مقدر رہی"
اس کے بعد مخالف جماعت کے حضرات نے خاموشی اختیار فرمائی۔
(تذکرہ حافظ محمد احمد صاحب ص۵)

لہ آپ حضرت مولانا محمد طیب صاحب کے والد اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے صاحبزادے تھے، آپ کی والدہ محلہ دیوان دیوبند کے رئیس اعظم شیخ کرامت حسین عثمانی کی صاحبزادی تھیں سنہ ۱۲۷۹ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد بزرگوار اور دوسرے بزرگوں سے تعلیم حاصل کی اور آخر میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور حضرت مولانا گنگوہیؒ سے حدیث کی تکمیل فرمائی، سنہ ۱۳۰۷ھ سے سنہ ۱۳۴۷ھ (۴۰) سال تک دارالعلوم کے صدر مہتمم رہے آپ کے زمانہ میں دارالعلوم نے بڑی ترقی کی، حیدرآباد سے ایک ہزار روپیہ ماہانہ امداد جاری ہوئی سنہ ۱۳۴۴ھ میں حیدرآباد کی عدالت العالیہ کے صدر مفتی ہو کر تشریف لے گئے۔ سنہ ۱۳۴۵ھ میں حیدرآباد سے پنشن لیکر واپس ہوئے پھر والی حیدرآباد میر عثمان علی خاں کو دارالعلوم میں آنے کی دعوت دینے کے لئے حیدرآباد تشریف لے گئے واپسی میں نظام آباد اسٹیشن پہنچتے تک ریل ہی میں جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۷ھ میں انتقال فرمایا۔

اعلیٰ حضرت نظام حیدرآباد کے حکم سے جنازہ واپس حیدرآباد لیجایا گیا اور حیدرآباد کے خطۂ صالحین نامی سرکاری قبرالستان میں مدفون ہوئے۔ ۱۲

غیبی بشارت از حضرت مولانا محمد قاسم صاحب[1] نانوتوی قدس سرہ العزیز بانی دارالعلوم دیوبند

سنہ ۱۳۷۰ھ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کے سفر پاکستان سے واپسی پر خیر مقدم کے جلسہ میں حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

(۱) جس جگہ ہم سب جمع ہیں یہ کوئی معمولی جگہ نہیں ہے تذکرۃ الرشید میں ہے کہ حضرت نانوتوی رح نے خواب دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور میرے

---

[1] آپ شعبان ۱۲۴۸ھ کو اپنے وطن اصلی نانوتہ ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے، خاندان صدیقی کے روشن چراغ ہیں، تعلیم دیوبند سہارنپور اور پھر زیادہ حصہ تعلیم کا دہلی میں اپنے ماموں مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی سے حاصل کیا حدیث کی آخری تعلیم مولانا عبدالغنی صاحب دہلوی سے حاصل کی، تقریر، تحریر، حاضر جوابی، سادگی، اپنے کمالات کا اخفا، قناعت، ایثار، مہمان نوازی، غریبوں سے محبت آپ کے خاص صفات تھے، بناء دارالعلوم میں جو حضرات اکابر اولیاء اللہ شریک تھے آپ سب کے سرگروہ اور اصل الاصول تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت وخلافت حاصل تھی، ۴ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۹۷ھ بروز پنجشنبہ بمرض ضیق النفس (۴۹) سال کی عمر میں وفات پائی، دیوبند میں مزار مبارک ہے۔ ۱۲

پیروں کے نیچے سے نہریں نکل کر تمام عالم میں (چاروں طرف) پھیل رہی ہیں، اس خواب کا مصداق دارالعلوم اور اس کی شاخوں کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔"

(کوائف دارالعلوم بابت سہ ماہی اول ۱۳۷۰ھ صـ۳۵ القاسم کا خاص نمبر صـ۵۶)

اس خواب کا ذکر ارواح ثلاثہ کے صـ۲۰۴ میں بھی موجود ہے حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتویؒ[1] نے اس خواب کی تعبیر دی تھی کہ تم سے علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا۔

(اشرف التنبیہ)

(۲) ۲ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ بروز جمعہ جس وقت دارالعلوم کا سنگ بنیاد نصب کیا گیا تو اس وقت کے حاضر بزرگوں نے آسمان کی طرف

---

[1] حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی جو دارالعلوم کے سب سے پہلے صدر مدرس تھے، ان کے والد محترم حضرت مولانا مملوک علی صاحب ہیں، دہلی میں مدرس تھے، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اور بانی محمڈن کالج علی گڑھ سر سید احمد خاں صاحب آپ ہی کے شاگردوں میں سے تھے۔ ۱۲

نظر کرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر نہایت الحاح وزاری سے دارالعلوم کی بقاء و ترقی کے لئے دعائیں کیں، اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے ارشاد فرمایا:۔

"عالم مثال میں اس مدرسہ کی شکل معلق ہانڈی کی سی ہے"۔
جب تک اس کا مدار توکل واعتماد الی اللہ پر رہے گا انشاء اللہ یہ مدرسہ ترقی کرتا رہے گا۔

غیبی بشارت از حضرت مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب منگلوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولٰنا غالب علی صاحب مرادآبادی، جو

ؔ حضرت قاضی صاحب قصبہ منگلور تحصیل رڑکی ضلع سہارنپور کے رہنے والے خاندان سادات کے روشن چراغ اور بڑے زمیندار اور رئیس تھے، حق تعالیٰ نے وجاہتِ دنیوی کے ساتھ روحانیت بھی بڑے درجہ کی سرفراز فرمائی تھی، اولیاء اللہ میں شمار کیے گئے ہیں، آپ کا تقویٰ شہرۂ آفاق تھا، آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت قاضی عبدالغنی صاحبؒ آپ کے جانشین ہوئے جو نہایت عبادت گزار، بدعات سے متنفر، صاحب کرامت اور انتہا درجہ کے مہمان نواز تھے، ان کے صاحبزادے قاضی عبدالولی صاحب اپنے والد کے جانشین ہوئے، حج بیت اللہ کے بعد آپ کے حالات میں بھی ایک عجیب انقلاب پیدا ہو گیا ہے، اس وقت عبادت وریاضت میں اپنے ہم چشموں کے لئے قابل رشک ہیں، خاندانی رئیس الاعظم ہونے کے باوجود نہایت سادہ لباس اور سادہ زندگی ہے۔ ۱۲

ؔ ۲۷، صفر ۵۷ھ روز جمعہ بوقت صبح وفات پائی (رسالہ قاید مرادآباد)

حضرت مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب منگلوری کے خلیفہ تھے
انھوں نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا :-

دار العلوم دیوبند، مدرسہ شاہی مراد آباد، مظاہر العلوم سہارنپور کو آپ لوگ ان اسکولوں اور مدرسوں کی طرح نہ سمجھیں جن کو اتفاقیہ طور پر قائم کرلیا گیا ہے
حضرت پیر و مرشد مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ :

"یہ مدارس خاص الہامات کے بموجب قائم کیے گئے ہیں۔"

(علمائے ہند کی شاندار ماضی حصہ پنجم ص۶۴)

غیبی بشارت از حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری رحمۃ اللہ علیہ[۱]

سنہ ۱۳۴۶ھ و سنہ ۱۳۴۷ھ میں جب کہ کارکنان مدرسہ اور مدرسین

---

[۱] حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپور ضلع سہارنپور کے رہنے والے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے خلیفہ نہایت متبع سنت بزرگ تھے ۱۳۳۷ھ میں وفات پائی رائے پور میں مزار مبارک ہے، آپ کے ہزارہا مرید ہیں اس وقت آپ کے خلیفہ خاص حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کے جانشین حضرت مولانا

میں اختلافات ہو رہے تھے، دار العلوم کی مشہور عالم مایۂ ناز ہستیاں انتظامی امور سے ناراض ہو کر دار العلوم سے رخصت ہو رہی تھیں تو حضرت مولانا میاں[۱] اصغر حسین صاحبؒ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بزرگ (شاہ عبد الرحیم صاحبؒ) موٹر میں سوار ہو کر دار العلوم میں تشریف لائے اور میاں اصغر حسین صاحبؒ سے ارشاد فرمایا:۔

"مولانا حبیب[۲] الرحمٰن صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند

[۱] حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحب حسینی دیوبندی دار العلوم میں حدیث کے مدرس تھے، آپ خاندان سادات سے تھے، نہایت صاحب نسبت و کرامت بزرگ تھے، عوام کی اصلاح کے لئے بہت سی مفید کتابیں لکھیں، تعویذات میں مشہور تھے، آپ کے مریدوں کی کافی تعداد ہے، بالخصوص راندیر ضلع سورت میں آپ کے مرید بہت ہیں، وہیں آپ نے وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں۔

[۲] مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندی دار العلوم دیوبند کے کافی عرصہ تک مہتمم رہے، آپ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کے بھائی تھے، عربی کے بڑے ادیب تھے آپ کی کتابیں اشاعت اسلام اور لامیۃ المعجزات مشہور و مقبول ہیں، آپ کے زمانہ میں دار العلوم کی بہت ترقی ہوئی، بہت مستقل مزاج اور مدبر انسان تھے ۱۳۴۴ھ میں مولانا حافظ محمد احمد کی جگہ صدارت العالیہ حیدر آباد دکن کے مفتی ہو کر تشریف لے گئے اور (۹) ماہ کے بعد استعفا دے کر دیوبند واپس آ گئے، ۳ رجب ۱۳۴۸ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۲۹ء کو شب جمعہ میں رحلت فرمائی۔ مزار مبارک دار العلوم کے قبرستان میں ہے۔ ۱۲

سے کہدینا گھبرائیں نہیں، سب خیریت رہے گی"
(اشرف التنبیہ ص۴۲)

غیبی بشارت از حضرت مولانا محمود حسن[۱] صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) حضرت مولانا سی[د]
اصغر حسین صاحب
رحمۃ اللہ علیہ ہی سے

[۱] آپ کے والد ماجد مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی عثمانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، حضرت کے والد جس زمانہ میں بریلی محکمہ تعلیم کے ڈپٹی انسپکٹر تھے آپ بریلی ہی میں ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم دیوبند میں اپنے چچا سے حاصل کی ۱۲۸۳ھ میں جب دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا تو سب سے پہلے شاگرد حضرت ہی تھے، ۱۲۹۰ھ میں حضرت نانوتویؒ سے دستار فضیلت حاصل کی، ۱۲۹۱ھ میں دارالعلوم کے مدرس چہارم ہوئے، ۱۳۰۸ھ میں دارالعلوم کے صدر مدرس ہوئے، ۱۳۳۳ھ میں سفر حجاز پر تشریف لے گئے اور آپ کی جگہ آپ کے شاگرد خاص حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ صدر مدرس ہوئے، سلسلۂ خلافت کمیٹی سیاسی تحریکات کے روح رواں رہنے کی وجہ سے مالٹا میں (۲) سال تک نظر بند رہے، ۱۸ ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ میں وفات پائی، مزار مبارک دیوبند میں ہے۔ مولانا انور شاہ صاحب، مولانا حسین احمد صاحب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی، مولانا عبید اللہ صاحب سندھی خاص شاگرد ہیں، قرآن پاک کا ترجمہ، الابواب والتراجم، ایضاح الادلہ، احسن القریٰ خاص تصانیف ہیں۔ ۱۲

اسی زمانہ میں دوسرا خواب دیکھا تھا کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر مدرس دارالعلوم مدرسہ کے صحن میں کھڑے ہوئے ہیں اور دارالعلوم کی طرف اشارہ کرکے فرما رہے ہیں کہ :-

" سب ناز مٹ جائیں گے مگر یہ چیز باقی رہے گی جس پر سب کو ناز رہے گا "!

(القاسم کا دارالعلوم نمبر ص۱)

(۲) حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہوا واقعہ مولٰنا مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ ایک خستہ حال، شکستہ بال آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کے دورۂ حدیث کے حلقہ میں شریک ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سننا چاہتا ہوں۔ لیکن امتحان کی شرط میرے لئے نہ لگائی جائے، قیام وطعام کے مصارف بھی میں برداشت نہیں کرسکتا، مدرسہ کی طرف سے اس کا نظم فرما دیا جائے۔ حضرت حیران تھے، دیکھ کر اس کو رحم بھی آتا تھا۔ لیکن مدرسہ کے قانون کی مجبوری تھی، کوئی صورت سمجھ میں نہ آئی، اس وقت تو طالب علم کو یہ کہہ کر رخصت کردیا کہ اچھا جاؤ دیکھا جائے گا۔ حضرت شیخ الہند جب مدرسہ تشریف لائے

تو ڈاک میں دوسرے منی آرڈروں کے ساتھ ایک منی آرڈر آیا جو غالباً بھوپال سے کسی صاحب کا بھیجا ہوا تھا، شاید پانچ روپے کا تھا اور کوپن پر لکھا ہوا تھا کہ ایک سال تک پانچ روپے کا یہ وظیفہ ماہ بہ ماہ بھیجا جائے گا، کسی ایسے طالب علم کو دیا جائے جو قانوناً مدرسہ کی امداد کا مستحق نہ ہو، اسی وقت اس قابل رحم طالب علم کو یاد فرمایا گیا اور بشارت سنائی گئی کہ تو تمہارے طعام کا نظم اللہ میاں کی طرف سے ہو گیا، وظیفہ جاری کر دیا گیا۔ تعلیمی مدت کے اختتام پر وہ مدرسہ سے چلا گیا۔ (سوانح قاسمی جلد اوّل ص ۳۲۹)

غیبی بشارت از حضرت مولانا رفیع الدین[1] صاحب دیوبندی رح

شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر میں حضرت

---

[1] آپ دیوبند کے رہنے والے اور حضرت شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے، اپنے وقت کے شیخ طریقت تھے، تصوف میں ان کا بڑا درجہ تھا حضرت شاہ عبد الغنی صاحب اپنے خلفاء میں سے ان پر فخر کیا کرتے تھے، کشف اور رویائے صالحہ کثرت سے ہوتا تھا. حاجی عابد حسین صاحب دیوبندی مہتمم اول کے بعد آپ دار العلوم کے مہتمم ہوئے، آپ کے زمانہ میں دار العلوم کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور دار العلوم ترقی کی طرف گامزن ہوا۔

شاہ رفیع الدین صاحب جو دارالعلوم کے دوسرے مہتمم تھے ان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ دارالعلوم کے مہتمم ہونے سے پہلے انھوں نے خواب دیکھا تھا کہ :۔

"علم کی کنجیاں میرے ہاتھوں میں دی گئی ہیں"

وہ تعجب کرتے تھے کہ علم میں میرا کوئی بڑا درجہ نہیں ہے، پھر ایسا کیوں ہوا؟ مگر جب دارالعلوم کے مہتمم بنائے گئے تو معلوم ہوا کہ ان کے ذریعہ علم دنیا میں پھیلا۔

(کوالف دارالعلوم سہ ماہی اول ۱۳۷۶ھ الفیاء رسالہ القاسم کا خاص نمبر ۳۶)

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن[1] صاحب دیوبندی مفتی اعظم دارالعلوم مولانا رفیع الدین صاحب سے بیعت اور ان کے خلیفۂ اول تھے

---

[1] خاندان عثمانی کے چشم و چراغ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دیوبندی کے بڑے صاحبزادے اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی مہتمم دارالعلوم اور مفسر قرآن و شارح حدیث حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے برادر بزرگ تھے، نہایت متقی و پرہیزگار تھے، دارالعلوم کے سب سے پہلے مفتی اعظم آپ ہی تھے، آپ کے فتوے کی تمام ہندوستان میں شہرت تھی ۱۳۴۶ھ میں آپ دارالعلوم کے انتظامی معاملات میں منتظمین سے ناراض ہو کر ڈابھیل تشریف لے گئے تھے، دیوبند سے علیحدگی کا بے حد صدمہ تھا، آپ نے اسی سال میں دیوبند میں وفات پائی، مزار مبارک دارالعلوم کے قبرستان میں ہے ۱۲

(۲) اسی تقریر میں آگے چل کر حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:-

ایک دوسرا خواب انہوں نے ہی یہ دیکھا تھا کہ "مدرسہ کے چمن میں خانہ کعبہ ہے اور لوگ اس کا طواف کر رہے ہیں"!

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی معنوی حیثیت اسلام میں وہ شان رکھتی ہے جو عالم میں خانہ کعبہ کے انوار و برکات لئے ہوئے ہیں، ہماری عملی حالت گو بہت گری ہوئی ہے مگر خدا کا عظیم الشان احسان ہے کہ اس نے ہم سے اس مرکز کی خدمت لی۔ (حوالہ مذکور)

(۳) ایک مرتبہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مدرسہ قائم فرمایا ہے اور خواب ہی میں آپ نے اس مدرسہ کے ایک طالب علم سے خصوصی ملاقات بھی فرمائی، کچھ عرصہ کے بعد جب دارالعلوم قائم ہوا اور مولانا رفیع الدین صاحب اس کے مہتمم بنائے گئے تو ایک روز آپ نے ایک طالب علم کو دیکھ کر فرمایا کہ یہی وہ طالب علم ہے جس کو میں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے مدرسہ میں دیکھا تھا۔

(علمائے ہند کا شاندار ماضی حصہ پنجم صفحہ ۶۴)

(۴) ۱۲۹۲ھ میں جب کہ دارالعلوم کے سنگ بنیاد کے تنصیب کی

تیاری ہو رہی تھی اور احاطہ کے نشانات ڈالے جا چکے تھے، مولانا رفیع الدین صاحب نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور اس مقام پر تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ :-

" یہ احاطہ بہت مختصر ہے " یہ فرمانے کے بعد آپ نے عصائے مبارک سے زمین پر بنیاد کے لئے نشان لگایا کہ دیوار یہاں آنی چاہیے اور اس نشان پر عمارت بنائی جائے "

صبح اٹھ کر جب دیکھا گیا تو زمین پر نشان موجود تھا، اسی نشان پر بنیاد کھدوا کر تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا، خاص اس نشان پر جو عمارت بنی ہے وہ احاطہ مولسری میں جانب شمال وسطی درگاہ ہے۔

(۵) احاطہ مولسری میں جو کنواں ہے اس کے متعلق بھی حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نے ایک خواب دیکھا تھا کہ :-

" کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے اور بہت سے لوگ جمع ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دستِ مبارک سے لوگوں کے برتن بھر بھر کر دودھ تقسیم فرما رہے ہیں بعض کے پاس چھوٹے برتن ہیں اور بعض کے پاس

بڑے برتن ہیں۔"
(خطبۂ صدارت مولانا محمد طیب صاحب جلسۂ انعام ۱۳۶۶ھ)
پھر خود ہی مراقبہ کے بعد مولانا نے اس خواب کی تعبیر یہ ارشاد فرمائی کہ دودھ سے مراد علم اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قاسم علم ہیں، اور برتنوں کا چھوٹا بڑا ہونا مقدار ظرف کو بتلا رہا ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی استعداد حفظ و ذکاوت کے موافق علم سے مستفید ہوگا، لیکن انشاء اللہ کوئی محروم نہ رہے گا اور جو دارالعلوم میں آکر بھی علم سے محروم رہے گا وہ دراصل حرماں نصیب ہی ہوگا۔

(۶) اسی خواب کے سلسلہ میں حضرت مولانا رفیع الدین صاحب کے زمانۂ اہتمام ہی کا واقعہ ہے کہ ایک طالب علم مدرسہ کے مطبخ سے کھانا لے کر آیا اور شوربہ کا پیالہ مولانا کے سامنے پٹک کر کہنے لگا کہ یہ شوربہ کھانے کے لئے ہے یا وضو کے لئے اور تیز و تند لہجہ میں حضرت مولانا کو خطاب کیا، مولانا نے اس طالب علم کو تین مرتبہ سر سے پیر تک دیکھا اور وثوق کے لہجہ میں فرمایا کہ یہ شخص دارالعلوم کا طالب علم نہیں ہے اور نہ یہ طالب علم ہو سکتا ہے، چنانچہ تفتیش کے بعد پتہ چلا کہ واقعی وہ طالب علم نہیں تھا بلکہ دھوکہ سے کسی طرح مطبخ کے رجسٹر میں اپنا نام لکھوا لیا تھا۔ طلباء نے مولانا سے باصرار دریافت کیا

کہ آپ نے اس کے طالب علم ہونے سے وثوق کے ساتھ کیسے انکار فرمایا تھا، تو آپ نے اپنے اسی کنویں والے مذکورہ خواب کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جن لوگوں نے اس کنویں سے دودھ لیا ہے میں سب کی شکلیں پہچانتا ہوں، اور جب طلبہ کا مدرسہ میں داخلہ ہوتا ہے تو میں پہچان جاتا ہوں کہ یہ بھی ان دودھ لینے والوں میں موجود تھا لیکن جب میں نے اس شخص کو بغور دیکھا تو دیکھی ہوئی شکلوں میں اس صورت کا کوئی شخص نہیں تھا اس لئے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ شخص طالب علم نہیں ہے ــــ گویا جو طالب علم یہاں پڑھتے ہیں وہ منجانب اللہ منتخب ہوتے ہیں اور جو یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر جاتے ہیں ان کا تعین بھی منجانب اللہ ہوتا ہے۔

(خطبۂ صدارت مولانا محمد طیب صاحب جلسۂ انعام ۱۳۶۶ھ)

بشارت غیبی از حضرت تھانوی رح

فرمایا جس زمانہ میں، میں دیوبند میں پڑھتا تھا اس وقت کے حالات وواقعات یاد آکر عجیب قلب کی کیفیت ہوتی ہے، اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہمیشہ ایسا ہی زمانہ رہے گا اس وقت بڑے بڑے اہل کمال کا مجمع تھا، قریب قریب سب اپنے کو مٹائے ہوئے اور فنا کئے ہوئے تھے، جب کبھی اتفاق سے

ان حضرات کا اجتماع ہو جاتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر بزرگ اپنے سے دوسرے کو بڑا سمجھتا ہے، بڑی ہی خیر کا مجمع ہوتا تھا یہی حالت آپس میں طلبہ کی تھی، اور اساتذہ کے سامنے تو بولنے کی ہمت بھی نہ ہوتی تھی اور ایک یہ زمانہ ہے کہ اس وقت سے کوئی مناسبت ہی نہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اس وقت کھلم کھلا نظر آتا تھا کہ مدرسہ پر انوار کی بارش ہو رہی ہے اور یہ سب ان حضرات کی مقبولیت کی علامت تھی ان حضرات کے تقویٰ و طہارت کے ثمرات تھے اور مدرسہ کی مقبولیت کا اس قدر جلد جو اثر ساری دنیا پر ہوا یہ بھی ان حضرات کی برکت تھی۔

اس زمانہ میں نہ یہ لمبی چوڑی تعمیر تھی، نہ اساتذہ تزک و شان سے رہتے تھے، نہ طلباء کا کوئی فیشن تھا، پھٹے ہوئے کپڑے ٹوٹی ہوئی جوتیاں، یہ ان کا ظاہری حال تھا، نہ اس جدید قسم کے قواعد تھے اور نہ قانون، نہ اتنے محراب دمبر اور کام جو کچھ ہوا وہ سب کو معلوم ہے کہ کیسے کیسے باکمال لوگ فارغ ہو کر نکلے اور اب اس وقت سب کچھ ہے مگر وہ جو ایک چیز تھی جس کو روح کہتے ہیں وہ نہ رہی باقی علم اور جگہ سے اب بھی بہت ہے۔ (افاضات ج ۷ ص ۱۰۳ ملفوظ ۱۰۹، ۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۰ھ)

دارالعلوم میں مدینہ منورہ کے پانی کی ایک ہلکی سی جھلک

مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی فاضل دیوبند و پروفیسر دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد

دکن نے رسالہ دارالعلوم میں اپنے طالب علمی کے زمانے کے حالات شائع کرائے ہیں اس میں مدرسہ کے اسی کوئیں کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ "مولسری والے احاطہ کے مشرقی سمت جو کنواں ہے اس کا پانی جس وقت بھی پیجئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے برف ڈالدیا ہے کنویں کی حد تک اتنا لذیذ، اتنا خوشگوار، اتنا شیریں و صاف پانی مشکل ہی سے کسی کنویں کا اب تک میں نے پیا تھا اور بعد کو بھی برف کے بغیر ایسا پانی جسے پیتے ہی چلے جایئے لیکن نہ گرانی ہی اس پیدا ہو اور نہ دل ہی اس سے بھرے زندگی میں پہلی مرتبہ اس کا تجربہ یہاں ہوا" یا مدینہ منورہ پہنچکر بعد کو ہوا"۔ دینی عقیدت کے تحت نہیں عام انسانی احساس کے زیر اثر یہ عرض کر رہا ہوں کہ حوضِ کوثر کا خیال ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ سامنے اس ناسوتی عالم میں مجسّم ہو کر (مدینہ منورہ میں) آگیا ہے، وہ ساری خوبیاں جو کسی پانی میں آدمی کی فطرت تلاش کرتی ہے یا کر سکتی ہے ایک ایک کر کے مدینہ کے اس پانی میں پائی جاتی تھی، بہر حال مدینہ منورہ کا پانی تو

مدینہ منورہ ہی کا پانی ہے جو بات اس میں پائی جاتی ہے اس کو تو کسی دوسری جگہ تلاش کرنا فضول ہے لیکن کہہ سکتا ہوں کہ ہلکی سی جھلک اس پانی کی دارالعلوم والے اس کنویں کے پانی میں مجھے اس زمانہ میں نظر آئی تھی۔ (رسالہ دارالعلوم ج ۲ ۱۳ صـ ۴۳)

بعض بزرگوں سے یہ بھی سنا گیا کہ اس مبارک خواب سے پہلے اس کنویں کا پانی قدرے کھاری تھا لیکن خواب کے بعد سے آج تک شیریں، ٹھنڈا اور سبک ہے۔ اللّٰھم صلِّ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔

بشارت غیبی از حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم مدظلہ العالی

دارالعلوم کے تقسیم انعام کے جلسہ میں ۲۴ رجب ۱۳۶۶ھ کو خطبۂ صدارت دیتے ہوئے حضرت مہتمم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اس ادارے کے اصول و فروع بھی الہامی واقع ہوئے ہیں، مجھے اپنے (۲۵-۲۶) سال کے زمانہ اہتمام کا تجربہ ہے اور اس دوران میں یہ چیز نہایت شدت سے محسوس ہوتی رہی ہے کہ :-

"کوئی غیبی طاقت ہے جو اس ادارے کو چلا رہی ہے اور ظاہری جدوجہد سے بالاتر کوئی باطنی قوت ہے

جو اس کو تھامے ہوئے ہے۔"
ہمارے اندر بہت سی خامیاں ہیں مگر وہ سب اس کے دامن میں چھپی ہوئی ہیں، گویا ہماری خامیوں پر پردہ ڈال رکھا ہے نہ کہ ہماری خوبیوں سے چل رہا ہے، بلکہ ہماری ہر خیر اس کا پرتو ہے"

(۲) تقریر جاری رکھتے ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ:۔
۱۳۴۹ھ کا واقعہ ہے اور یہ میرے اہتمام کا دوسرا سال ہے، کہ مولوی گل محمد خاں صاحبؒ جو خزانہ کے تحویلدار اور تقسیم تنخواہ کے ذمہ دار تھے، رجب کی آخری تاریخوں میں میرے پاس آئے اور بتلایا کہ خزانہ میں ایک پائی بھی نہیں ہے اور کل پرسوں کو ڈھائی ہزار روپیہ تنخواہ کی صورت میں تقسیم کرنا ہیں۔ میں نے کہا اس میں فکر کی کیا بات ہے، یہ ہمارا کام نہیں ہم تو امین ہیں جس کا کام ہے وہ خود اپنے کام کو چلائے گا۔ ان کو رخصت کر کے میں نے حضرات مدرسین کو دار الشوریٰ میں بلا کر دریافت کیا کہ آپ حضرات دارالعلوم میں کیوں مقیم ہیں؟ اور کیا مقصد ہے؟ آیا دین کی خدمت مقصود ہے یا تنخواہ حاصل کرنا؟ سب حضرات نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ ہمارا مقصد اس امانت کی حفاظت ہے جو حضرات اکابر نے ہمیں سونپی ہے، حاشا وکلاّ تنخواہ پر کبھی ہماری نظر نہیں رہی

میں نے پوچھا کہ اگر مدرسہ آپ حضرات کو تنخواہ دینے کا انتظام نہ کر سکا تو آپ حضرات کیا کریں گے؟ سب نے جواب دیا کہ فاقہ کریں گے اور اس امانت کی حفاظت اور خدمت کرتے رہیں گے میں نے کہا الحمد للہ اب آپ مطمئن رہیں دار العلوم بھی انشاء اللہ چلے گا اور آپ حضرات کو تنخواہ بھی ملتی رہے گی، اس وقت دار العلوم کے خزانہ میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے، آئیے ہم سب مل کر دعا کریں کہ:

"اکابر کی اس امانت کے باقی رکھنے میں اللہ تعالیٰ ہمیں رسوائی سے محفوظ رکھے"

سب نے ملکر خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کی، جس کا دوسرے دن یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ ابھی تقسیم تنخواہ کا وقت نہیں آیا تھا کہ حق تعالیٰ نے ڈھائی ہزار روپے بھیجدیئے۔ یعنی کلکتہ کے ایک مخیر تاجر صاحب نے دو ہزار روپیہ روانہ فرمائے اور میرٹھ کے مشہور رئیس جناب شیخ رشید احمد خاں صاحب آرمی کنٹراکٹر اتفاقاً دہرہ دون جاتے ہوئے دیوبند تشریف لائے اور پانچ سو کا عطیہ دے گئے۔

(مولانا محمد طیب صاحبؒ کا خطبۂ صدارت جلسۂ انعام ۱۳۶۶ھ)

سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے حضرت مہتمم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ :۔

"غرضیکہ دارالعلوم دیوبند کی بنا ءغیبی امدادوں پر ہے اور کاموں کا انصرام بھی منجانب اللہ ظہور پذیر ہوتا ہے، اور اس طرح اپنی ترقیات کے ساتھ روز مرہ آگے بڑھ رہا ہے "

آپ نے فرمایا کہ :۔

"ایک عجیب بات یہ ہے کہ جب کبھی مخالفین کی جانب سے ایسی سعی کی گئی کہ چندہ نہ آئے تو اس سال میں چندہ زیادہ ہی آیا اور مخالفین کو اپنے مقصد میں شرمندگی اٹھانی پڑی۔

حضرت مولانا محمد طیب صاحب کا ایک عجیب خواب

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم نے اپنا ایک خواب جو حضرت نے ۱۳۴۹ھ میں دیکھا تھا راقم الحروف کو سنایا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بزرگوں کے طرز کے موافق مجھے شروع ہی سے درس و تدریس سے قلبی لگاؤ اور وعظ و تبلیغ سے طبعاً دل چسپی تھی، انتظامی امور اور ذمہ داریوں کے اٹھانے کے لئے طبیعت کا رجحان نہیں تھا، نیابت اہتمام کے فرائض تو کئی سال سے

تدریس کے ساتھ انجام دے رہا تھا، لیکن ۱۳۴۸ھ میں جب متفقہ طور پر دار العلوم کی مجلسِ شوریٰ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سرپرست مدرسہ نے میری عذر خواہی کے باوجود دار العلوم کے اہتمام کا عہدۂ جلیلہ میرے لئے تجویز فرمایا تو میں نے بزرگوں کے حکم کی بنا پر اس ذمہ داری کو قبول کرنے کیلئے مجبوراً سر نگوں کر دیا، مگر اس عظیم ذمہ داری سے ذہن کو الجھن رہتی تھی اور قلب میں اضطراب رہتا تھا، بارگاہِ الٰہی میں بار بار دعا کرتا تھا لیکن سکون قلب حاصل نہ ہوتا تھا، آخر چند ماہ کے بعد ۱۳۴۹ھ میں، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں خود اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور استاذ محترم حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ اور دیگر معزز مدرسین دار العلوم بغرض زیارت روضۂ مقدسہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور ہم سب مدینہ منورہ کے کسی عالیشان ہوٹل میں پہنچ گئے ہیں اور کھانے کے لئے دستر خوان چنا گیا ہے اور سب کھانا کھانے کی تیاری میں ہیں، میں نے حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ہم لوگ جس کام کی غرض سے آئے ہیں پہلے وہ کام کرنا چاہیئے، کھانا پھر ہوتا رہے گا، حضرت نے فرمایا بالکل ٹھیک ہے چلیے، اور ہم سب

حرم نبوی کی طرف چل پڑے، جب ہم حرم نبوی میں پہنچے تو ہم نے
دیکھا کہ حرم نبوی کی چھت پر دارالعلوم کی عمارت ہے، ہم سب
اوپر دارالعلوم کی عمارت میں گئے، میں نے دیکھا کہ میرا دارالعلوم
والا خاص کمرہ بھی موجود ہے اور عمارت دارالمشورہ جس کو دارالعلوم
میں کوٹھی بھی کہتے ہیں موجود ہے۔ ہم سب دارالمشورہ میں داخل
ہوئے تو وہاں حضرت مولانا مدنیؒ کے بھائی حضرت مولانا سید
احمد صاحبؒ موجود ہیں اور انھوں نے ہم سب کے لئے کھانے کا
انتظام کر رکھا ہے، چنانچہ دسترخوان بچھایا گیا تو پھر میں نے حضرت
مولانا سے عرض کیا کہ حضرت ہم لوگ جس کام کے لئے آئے ہیں
پہلے وہ کام ہونا چاہیئے کھانے کا کام بعد میں ہوتا رہے گا۔
حضرت نے فرمایا یہی مناسب ہے پہلے زیارت سے فارغ
ہو جائیں، چنانچہ ہم سب زینے سے نیچے اترتے ہوئے چلے،
زینہ ختم ہو جانے کے بعد لمبا مُسَقَّف راستہ دور تک چلا گیا
تھا جس میں اندھیرا بہت تھا، ہم سب چلتے رہے اور اندھیرا
بڑھتا گیا حتی کہ ایک دوسرے کو ہم لوگ دیکھ نہ سکتے تھے، اندھیرے
سے مجبور ہو کر ساتھیوں میں سے ایک ایک شخص پیچھے ہٹتا رہا، کافی
دور چلنے کے بعد روشنی نمودار ہوئی اور حرم نبوی صاف دکھلائی دیا

روضۂ مقدس پر پہنچا تو دیکھا کہ جالیوں کے بجائے ایک بارہ دری سی ہے جس کے چاروں طرف تین تین دروازے ہیں، اس عمارت کے وسط میں ایک مسہری بچھی ہوئی ہے جس پر فداہٗ ابی وامی احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے آرام فرما ہیں، میں نے مواجہ مبارک میں پہنچکر سلام عرض کیا تو جواب کے ساتھ حضرت نے چادر مبارک سے اپنے دونوں مقدس ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے، میں نے فوراً آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں حضور کے ہاتھوں کو تھام لیا، اور مجھ پر گریہ طاری ہوگیا کافی دیر تک میں حضور کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لئے رہا اور کچھ معروضہ کرتا رہا، اور روتا رہا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شفقت کے ساتھ تسلی آمیز الفاظ ارشاد فرماتے رہے اسی حالت میں آنکھ کھل گئی، اسی وقت سے ذہنی خلجان دور ہوگیا اور اضطراب قلبی جاتا رہا اور دار العلوم کے اہتمام کی ذمہ داری کو سنبھالنے کے لئے شرح صدر اور اطمینان قلب ہوگیا۔

مولانا محمد طیب[1] صاحب مدظلہ اس وقت سے الحمد للہ اس وقت تک دار العلوم کے مہتمم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے سایہ کو

---

[1] آپ بانی دار العلوم مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے (باقی صفحہ ۵۷ پر)

تا دیر قائم رکھے۔

(بقیہ ص ۵۶) پوتے اور مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ کے صاحبزادے ہیں ۱۳۱۵ھ میں بمقام دیوبند پیدا ہوئے، تاریخی نام مظفر الدین رکھا گیا، ۱۳۲۲ھ میں دارالعلوم میں دو سال میں تجوید کے ساتھ قاری عبدالوحید صاحبؒ سے قرآن پاک حفظ کیا پانچ سال میں فارسی کا کورس پورا کیا، آٹھ سال میں عربی کا نصاب ختم کیا، ۱۳۳۷ھ سے دارالعلوم میں مدرس رہے، ۱۳۴۱ھ میں دارالعلوم میں نائب مہتمم ہوئے، ۱۳۴۸ھ میں مہتمم ہوئے، آپ کے زمانہ میں دارالعلوم کے ہر شعبہ میں بہت ترقی ہوئی، کئی شعبوں کا اضافہ ہوا، تعمیرات سے خاص دلچسپی ہے، مسجد کا بالائی حصہ، دارالحدیث، دارالتفسیر، دارالافتاء دارالقرآن، مطبخ کی جدید عمارت، دار جدید کی تکمیل، باب الظاہر، مہمان خانہ، افریقی منزل، اور جامعہ طبیہ دارالعلوم کی شاندار عمارتیں اور بہت سی عمارتیں آپ کے زمانہ میں تعمیر ہوئیں۔ علمی تصانیف کی کافی تعداد ہے، حق تعالیٰ نے حسن صورت، حسن سیرت، حسن تقریر، حسن تحریر حسن اخلاق سب ہی محاسن سے سرفراز فرمایا ہے، حضرت مولانا محمود حسن صاحب سے بیعت ہوئے، حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے باطنی تربیت و خلافت حاصل کی، تقریر میں ید طولیٰ حاصل ہے (۱۰) مرتبہ حج کر چکے ہیں، آپ کے محاسن کو ایک دفتر چاہیئے، آپ کے صاحبزادے مولانا محمد سالم صاحب دارالعلوم میں مدرس ہیں۔

دارالحدیث کے متعلق بشارتیں

جس وقت دار العلوم میں دار الحدیث کا نقشہ تیار ہو کر تعمیر کے انتظامات ہو رہے تھے اور اکابر دار العلوم نے دار الحدیث کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل کی تھی تو ہر طرف سے انتہائی جوش و مسرت کا اظہار کیا گیا، اور بہت سے حضرات نے اپنے اپنے نواح میں وصولیٔ چندہ کے لئے حسبۃً للہ اپنا وقت دیا اور مختلف مقامات پر بہت سے حضرات نے دار الحدیث کے سلسلہ میں رویائے صالحہ دیکھے جن میں سے بعض شائع بھی ہوئے، شائع شدہ میں سے بعض کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

(۱) قصبہ سرونج، علاقہ ریاست ٹونک کے رہنے والے ایک صاحب سید یوسف علی صاحب ٹونک میں دار الحدیث کے لئے چندہ جمع کر رہے تھے، انھوں نے اپنا ایک خواب اسی زمانہ میں شائع کرایا تھا کہ:۔

گذشتہ شب میں نے بہ عالم خواب دیکھا کہ میں بسواری ریل ٹونک جا رہا ہوں، ایک کف دست ریگستانی مقام میں یکایک ریل ٹھہر گئی، ایک شخص میرے پاس آئے اور کہا اتر و۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہیں"

میں بکمال شوق ان کے ہمراہ ہو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ چند مکان "سرکی" کے اور دو تین خیمے استادہ ہیں، میں پہلے سرکی والے مکان میں آ گیا، ایک صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ:

"اوّل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جاؤ"

میں نے عرض کیا کہ کیا حضور مجھ کو خیمے کے اندر بلوالیں گے فرمایا ہاں، میں سلام کر کے خیمۂ مبارک میں پہنچا، دروازہ پر یاد نہیں پڑتا کہ پردہ تھا یا نہیں، مجھ کو باریابی نصیب ہوئی۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر میری جانب دست مبارک بڑھائے"!

میں نے (حضور کا دست مبارک) اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر بوسہ دیا اور روتا رہا، بیٹھنے کا حکم صادر ہوا، میں بیٹھ گیا۔ "ہنس کر فرمایا تم نے کس قدر چندہ وصول کیا ہے"! میں نے عرض کیا باسٹھ روپے۔ آگے چل کر موصوف نے کہا کہ قبل ازیں مجھ کو دو مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، لیکن اس خاص صورت مبارک میں اس مرتبہ کی زیارت چندہ دالحدیث جس کی بابت میں کوشاں ہوں، خاص سبب ہے۔

(رسالہ القاسم دیوبند بابت ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ ص۲)

عرش سے فرش تک نورانی تجلیات

حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ مہتمم دارالعلوم نے اپنے کشف سے معلوم کر کے ارشاد فرمایا کہ نودرے کی وسطی درس گاہ سے عرش معلّٰی تک میں نے نور کا ایک سلسلہ دیکھا ہے[1]۔

جنازہ کی نماز اور مغفرت

حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ ہی نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی جنازہ کی نماز احاطۂ مولسری میں نودرہ کے سامنے پڑھی جاتی ہے انشاء اللہ وہ مغفور ہے[2]۔

مبارک قبرستان اور مغفرت

خطیرۂ قدسیہ یا خطۂ صالحین یعنی جس قبرستان میں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ، فخر الہند مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ، مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اور سیکڑوں علماء و طلباء مدفون ہیں۔ اس حصہ کے متعلق حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ کا کشف تھا کہ اس خطہ میں مدفون ہونے والا انشاء اللہ مغفور ہے[3]۔

---

[1] یہ واقعہ مجھ سے حضرت مولانا طیب صاحب نے فرمایا ۱۲
[2] مختلف حضرات سے سنا گیا ۱۲ [3] مختلف حضرات سے سنا گیا ۱۲

مکہ معظمہ کے خادم کا کشف

حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی نے لکھا ہے کہ میں نے اب تک کسی مسجد میں اتنی طویل صفوں کی پنجوقتہ نماز نہیں دیکھی تھی، زیادہ سے زیادہ ٹونک کی جامع مسجد میں جمعہ کے دن غیر معمولی مجمع اکٹھا ہو جاتا تھا، لیکن لمبے لمبے کرتوں اور سیدھے سادے لباس میں پانچوں وقت خالق کے سامنے ایک دفعہ سجدہ ریز سروں کا یہ منظر میرے لئے بالکل نیا تھا۔ پانچوں وقت ایسی عجیب غریب جماعت میں شریک ہو کر نمازوں کے پڑھنے کا موقع اس کو میسر آگیا تھا جس کی پانچوں وقت کی نماز میں بہ مشکل شاید ہی ایک دو خوش قسمت نماز، جماعت کی فضیلت سے شرف اندوز ہوتی ہو، لیکن سرزمین ہند کی پانچوں وقت کی سب سے بڑی جماعت والی مسجد میں گویا لا کر اسے بٹھا دیا گیا تھا، دل تو میرا بھی کہتا تھا لیکن ایک اندھے دل کے فیصلہ کا اعتبار ہی کیا، تاہم بعد کو حضرت الاستاذ مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ؛ محدث دار العلوم دیوبند کی زبانی یہ روایت سنکر اطمینان ہوا کہ "مکہ معظمہ کے مشہور مجاور بزرگ جن کا نام" مولانا محب الدین تھا، دار العلوم

لہ یہ بزرگ حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے خلیفہ اور صاحب کشف تھے اور مکہ معظمہ کے خادم تھے

میں تشریف لائے تھے تو یہاں کی جماعت میں شریک ہو کر اپنا کشفی احساس یہ ظاہر کرتے تھے کہ:-

"جس کیفیت کی یافت یہاں کی جماعت میں ہوتی ہے اب تو حرم[له] کی جماعت میں بھی اس کیفیت کو نہیں پاتا"

(رسالہ دار العلوم جلد ۱۰ ۳ ۱۳۷۱ھ، ایضاً رسالہ القاسم کا خاص نمبر ص۲۳)

اکابر دار العلوم کے متعلق بشارتیں

(۱) حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ کا قول ارواح ثلثہ میں بروایت مولانا نظام الدین صاحب حیدر آبادی[عه] سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ مولانا رفیع الدین صاحبؒ، حضرت (مولانا محمد قاسم) نانوتویؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ:-

"میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان (مولانا نانوتویؒ) کا دیکھا، وہ شخص ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا تھا" (ارواح ثلثہ ص۱۸۳) ؎

له اس زمانہ میں نجدی حضرات کا تسلط نیا نیا تھا اور وہ اپنے عقائد میں نہایت متشدد تھے، غالباً مولانا محب الدین کا اشارہ اسی طرف تھا ۱۲ عه افسوس ہے کہ مولانا نظام الدین حیدر آبادی کے حالات معلوم نہ ہو سکے ۱۲ ؎ سوانح قاسمی ص۱۳۰

(۲) حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانہ کے زبردست عالم باعمل، صاحب نسبت، صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے، اور مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے (۳۴) سال بڑے تھے، کیونکہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی قدس اللہ سرہ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۳ھ میں ہوئی اور مولانا نانوتویؒ کی ولادت ۱۲۴۸ھ میں ہوئی ہے۔ حضرت گنج مرادآبادی سے براہ راست سُن کر حافظ تجمل حسین صاحب مرحوم دسنویؒ نے اپنی کتاب کمالات رحمانی میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ:-

"اس کم سنی میں ان (مولانا نانوتویؒ) کو ولایت ہوگئی۔"

(کمالات رحمانی ص۱۲۴) ھ

(۳) مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوانح عمری مولانا محمد قاسم صاحب میں لکھا ہے کہ:-

"مولوی (محمد قاسم صاحب) نے ایام طفلی میں یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔"

(سوانح عمری ص۲۵) ھ۳

لہ ان کے حالات افسوس ہے کہ نہ معلوم ہو سکے ۱۲ ھ۲ سوانح قاسمی ص۱۳۰ ۱۲ ھ۳ سوانح قاسمی ص۱۳۲ ۱۲

اس خواب کو سن کر حضرت کے دادا شیخ غلام شاہ صاحب
نے یہ تعبیر دی تھی کہ تم کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمائے گا اور بہت بڑے
عالم ہو گے اور نہایت شہرت ہوگی۔ (سوانح عمری ص۲۵) لہ
(۴) ارواح ثلٰثہ میں لکھا ہے :۔ کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے
بچپن میں ایک خواب دیکھا کہ میں مر گیا ہوں اور لوگ مجھے دفن
کر رہے ہیں، تب قبر میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے
اور کچھ نگینے سامنے رکھے اور یہ کہا کہ یہ تمہارے اعمال ہیں، اس
میں ایک نگینہ بہت خوشنما اور کلاں ہے، اس کو فرمایا کہ یہ عمل
حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ہے ص۲۰۴، سوانح قاسمی ص۱۳۲
(۵) اسی کتاب ارواح ثلٰثہ میں دوسری جگہ ص۱۹۹ میں امیر شاہ
خان صاحب کی یہ عبارت درج ہے کہ :۔
مولانا نانوتویؒ نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی
چھت پر کسی اونچی شے پر بیٹھا ہوں اور کوفہ کی طرف میرا منہ ہے
اور ادھر سے ایک نہر آئی ہے جو میرے پاؤں سے ٹکرا کر جاتی ہے
اسی کتاب میں ہے کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے اس
خواب کو سن کر فرمایا کہ خواب دیکھنے والے شخص سے مذہب حنفی کو

لہ سوانح قاسمی ص۱۳۲

بہت تقویت ہو گی۔ سوانح قاسمی ص ۱۳۴

(۶) پنجلاسہ پنجاب میں ایک بزرگ راؤ عبدالرحمٰن خاں نامی تھے ان کی کشفی حالت غیر معمولی تھی، حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے ان کے بڑے تعلقات تھے، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ان سے ملنے پنجلاسہ جایا کرتے تھے، پہلے حج کے سفر کے موقع پر جب مولانا نانوتویؒ راؤ صاحب کے پاس حاضر ہوئے تو مولانا نے عرض کیا کہ میرے واسطے دعا فرمائیے۔ یہ سنکر راؤ صاحب نے فرمایا کہ:۔

بھائی تمہارے واسطے کیا دعا کروں، میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں دونوں جہان کے بادشاہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے بخاری شریف پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔" (ارواح ثلثہ ص ۱۹۳) سوانح قاسمی ص ۲۵۷

(۷) حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ رجب ۴۷ھ کو دار الحدیث میں تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولانا رفیع الدین صاحب دیوبندیؒ سابق مہتمم دار العلوم نے ایک خواب دیکھا تھا کہ فضائے آسمانی پر نورانی

عبارت میں لکھا ہے:
حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کا خطاب شمس الاسلام[1]
حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کا خطاب۔ شمس العلماء
خود حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ کا خطاب۔ شمس العارفین۔
مولانا محمد طیب صاحب نے فرمایا کہ مجھے ان کا خطاب شمس الضحیٰ
یاد ہے۔

(۸) ۱۳۴۵ھ میں ایک صاحب خیر و صلاح جنھوں نے اپنے نام کی صراحت کے بجائے (ح۔م) کے حروف لکھے ہیں۔ حسب ذیل تحریر شائع کرائی تھی:۔

تیسرا سال ہے، قصبہ سردھنہ ضلع میرٹھ میں ایک عظیم الشان جلسہ انجمن شعبہ تبلیغ واشاعت اسلام کی طرف سے منعقد ہوا تھا جس میں علماء کرام کا اجتماع خاص طور پر ہوا تھا اور جلسہ کے صدر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندیؒ قرار پائے تھے، بندہ راقم کو حاشا وکلا اس جلسہ کی خبر بالکل نہ تھی، کیونکہ اس زمانہ میں میرا قیام ایک کوردہ میں تھا، اتفاق سے ایک شب

---

[1] ایک روایت کے مطابق آپ کا خطاب شیخ الاسلام بتلایا گیا ہے (فطری حکومت)

میں میری تقدیر جاگ اٹھی کہ طالع بیدار نے مجھ کو خواب میں دکھایا کہ میں اپنے وطن کے چھوٹے اسٹیشن پر ہوں۔ مگر ریلوے اسٹیشن کلانی (برائی) اور وسعت میں غازی آباد جنکشن کے برابر ہے اسٹیشن پر نہایت روشنی ہے، رات کا وقت ہے، یہ روشنی بجلی کی روشنی کو مات کر رہی ہے، اتنے میں معلوم ہوا کہ عنقریب دیوبند یا سہارنپور کی طرف سے جو گاڑی آنے والی ہے اس میں۔ حضرت آقائے نامدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔

تھوڑی دیر گذری تھی کہ گاڑی پلیٹ فارم پر آکر ٹھہری اور حضور پرُنور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈبہ میں جو انجن کے قریب تھا تشریف فرما نظر آئے، اس خادم ادنیٰ نے سب سے آگے اور سب سے پہلے حضور انور میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا جس کا جواب نہایت کشادہ روئی اور خلق عظیم کے ساتھ زبان مبارک سے وعلیکم السلام ارشاد فرمایا۔ بندۂ احقر نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ حضورؐ نے اپنے دست مبارک بڑھائے، خاکسار نے نہایت تواضع اور انکساری کے ساتھ برسم مشائخ دست بوسی کی اور آنکھوں سے لگانے کا شرف حاصل کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میرے بعد ہزاروں آدمی آگے بڑھے اور ایک دوسرے کے بعد سلام و مصافحہ سے مشرف ہوئے۔ یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی۔"

آگے چل کر موصوف نے لکھا کہ اس واقعہ سے تیسرے دن اپنے وطن جانے کا اتفاق ہوا۔ تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جس رات کو مجھے یہ خواب نظر آیا اس کی صبح کو اس جلسہ کا پہلا دن تھا۔

اس خواب کو دو سال تک میں نے دلمیں رکھا۔ یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ شرف زیارت صرف پہلی مرتبہ مجھ کو نہیں ہوا بلکہ یہ تیسری مرتبہ زیارت ہوئی ہے مگر مصافحہ و دست بوسی کا شرف مجھ کو اسی مرتبہ حاصل ہوا۔

(القاسم دور جدید جلد دوم ص۲۱ بابت صفر ۱۳۴۵ھ)

(۹) جناب مولوی محمد نصر اللہ[1] صاحب صدیقی علیگ سابق مدرس گورنمنٹ اسکول سہارنپور جو نہایت صالح مرد مومن تھے ان کے

---

[1] آپ مراد آباد کے رہنے والے اور حضرت مولانا گنگوہیؒ کے دیکھنے والوں میں تھے نہایت صالح بزرگ علوم دینی اور علوم عصری دونوں کے متبحر عالم تھے، آخر وقت تک حدیث و تفسیر کا مطالعہ فرماتے رہے موصوف کے سب صاحبزادے (باقی ص۶۹ پر)

کئی صاحبزادے ہیں اور سب نہایت ذہین فہیم، حافظ قرآن اور عالم و فاضل ہیں، اور حیدر آباد دکن میں مقیم ہیں انھوں نے بزمانۂ قیام سہارنپور ۹ رجب ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۲۶ء کو حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دار العلوم کے نام ایک خط لکھا تھا جو اسی وقت رسالہ القاسم میں شائع ہوا تھا کہ میرے بھائی محمد عزیز اللہ صاحب نے اپنی سخت اور آخری علالت میں اس مضمون کا تار مجھے روانہ کرایا ہے "حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ علماء دیوبند کی طرف رجوع کروں" میں کسی کو منتخب نہ کر سکا، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری[1]

(بقیہ صفحہ ۶۸) حافظ قرآن اور دار العلوم کے فاضل و کامل اور حیدر آباد میں برسرِ خدمت ہیں، ملازمت تعلیمات سہارنپور کے بعد اپنے صاحبزادگان کے پاس حیدر آباد میں اقامت پذیر رہے، ۵ ذوالحجہ ۱۳۸۳ھ کو (۸۲) سال کی عمر میں بحالت ذکر وصال فرمایا ۱۲

[1] حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبہٹہ ضلع سہارنپور کے رہنے والے ہیں، ابتدائی تعلیم مظاہر العلوم سہارنپور میں اور آخری تعلیم دار العلوم دیوبند میں حاصل کی، دار العلوم میں مدرس بھی رہے، پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں صدر مدرس اور ناظم بھی رہے، پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور وہیں، ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ کو بروز جمعہ وفات پائی آپ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح سے بیعت و مجاز تھے چہرہ مبارک عجب نورانی تھا، صلوٰۃ الاوابین میں دو پارہ روزانہ پڑھا کرتے تھے، حدیث کی کتاب ابوداؤد شریف کی شرح بذل المجہود آپ کی قابل قدر تصنیف ہے ۱۲

سے درخواست کرو کہ میری بیعت قبول فرمائیں میں سخت علیل ہوں ۱۲

(القاسم دور جدید جلد اول ع۷ بابت رجب ۱۳۴۷ھ ص۳۱، ۳۲)

(۱۰) حضرت مولانا تھانویؒ کی روایت ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کو خطاب کر کے فرمایا کہ :-

"یہ نبوّت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا، تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے، جا کر دین کی خدمت کرو شغل کا اہتمام چھوڑ دو۔"

(سوانح قاسمی ص۲۵۹)

(۱۱) حضرت مولانا رفیع الدین صاحب مجدّدی نقشبندی، سابق مہتمم دار العلوم کا مکاشفہ ہے کہ :-

"حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند کی قبر عین کسی نبی کی قبر میں واقع ہے۔"

(اسلام اور فرقہ واریت ص۳۲)

دارالعلوم دیوبند کے مختصر حالات

قیام

۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو بروز پنجشنبہ دیوبند کی آبادی سے جانب شمال تاریخی و متبرک مسجد[۱] چھتہ کے صحن میں انار[۲] کے درخت کے نیچے حضرت حاجی سید عابد حسین[۳] صاحبؒ حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحبؒ، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ رحمہم اللہ کے مشورہ سے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے مدرسہ اسلامی عربی کے نام سے دارالعلوم کا افتتاح کیا، سب سے

---

[۱] مسجد چھتہ کے جانب شمال دارالعلوم کی شاندار عمارتیں بعد میں تعمیر ہوئیں۔
[۲] یہ انار کا درخت اب تک موجود ہے ۱۲ [۳] حاجی صاحب نہایت عبادت گذار اور صاحب اثر تھے، تعویذات اور عملیات میں زبردست ملکہ تھا، ۶۰ سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی، تہجد کی پابندی کا یہ حال تھا کہ ۶۰ سال تک تہجد قضا نہ ہوا، بنا مدرسہ کے شریک اور سب سے پہلے دارالعلوم کے مہتمم تھے، آپ ہی کی سعی سے دیوبند کی جامع مسجد تعمیر ہوئی، سنہ ۱۲۵۰ھ میں ولادت اور ۲۷ ذوالحجہ سنہ ۱۳۳۱ھ میں وفات پائی عمر مبارک (۸۱) سال ہوئی ۱۲ [۴] آپ حضرت شیخ الہندؒ کے والد ماجد تھے ۱۲ [۵] آپ مولانا شبیر احمدؒ کے والد ماجد تھے ۱۲

پہلے استاد ملا محمود صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ماہانہ پر رکھے گئے اور سب سے پہلے صرف ایک شاگرد محمود حسن دیوبندی نے درس حاصل کیا جو بعد میں شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب اسیر مالٹا کہلائے، پہلے ہی سال کے ختم تک طلبہ کی تعداد (۷۸) ہو گئی اور روز بروز ترقی ہوتی رہی طلبہ کی ترقی کے ساتھ مدرسین میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔

سنگِ بنیاد جلسہ تقسیم انعام کے موقع پر ۲ر ذوالحجہ ۱۲۹۲ھ کو جمعہ کی نماز اور پھر مولانا محمد قاسم صاحب رح کی تقریر کے بعد سب بزرگان وقت مقررہ جگہ پر تشریف لے گئے اور سب سے پہلی اینٹ حضرت میانجی منے شاہ صاحب[۱] سے رکھوائی، ان کے بعد دوسرے بزرگوں نے اینٹیں رکھیں۔

نصاب تعلیم اس مدرسہ میں، اردو، حساب، تاریخ جغرافیہ ہندسہ، اعلیٰ درجہ تک فارسی، نیز قرآن پاک ناظرہ، حفظ، تجوید و قرأت، عربی صرف و نحو، معانی، ادب فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، تفسیر و ترجمۂ قرآن، عقائد، علم الکلام، منطق، فلسفہ، علم الفرائض، مناظرہ، وغیرہ کی اعلیٰ تعلیم ہوتی ہے، اب عصری علوم کی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے، اور

---

[۱] آپ حضرت میاں اصغر حسین صاحب کے نانا اور مادر زاد ولی تھے ۱۲

جدید عربی کا خاص انتظام ہے۔

مدت تعلیم پانچ سال کی عمر سے اگر بچہ شریک ہو تو دو سال میں قرآن پاک، پانچ سال فارسی اردو، پھر نو سال میں عربی درجہ کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

قواعد داخلہ عمر کی کوئی قید نہیں تعلیم حاصل کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے، ہر عمر کا طالب علم ہر وقت داخل ہو سکتا ہے، باہر کے رہنے والے نو عمر بچوں کی ذمہ داری نہیں لیجاتی، قواعد کے لحاظ سے داخلہ کے لئے شوال کی ابتدائی تاریخیں مقرر ہیں۔

فیس دارالعلوم دارالعلوم میں کسی قسم کی فیس طلبہ سے نہیں لیجاتی، نہ فیس داخلہ، نہ فیس تعلیم، نہ فیس بورڈنگ، نہ فیس کتاب، نہ فیس گیمس (کھیل کی فیس)، اور نہ کسی قسم کا فنڈ جمع کرنے پر طلبہ کو مجبور کیا جاتا ہے۔

طلبہ کی تعداد دار العلوم میں ۱۹۴۷ء سے قبل تعلیم پانے والے طلبہ غیر منقسم ہندوستان کے ہر حصے سے آتے تھے تاہم اب بھی ہندوستان کے علاوہ انڈونیشیا، ملائیشیا، سیلون نیپال، افریقہ اور حجاز تک کے طلبہ تعلیم کیلئے آتے ہیں جن کی عمومی تعداد ۱۵ سو کے قریب رہتی ہے

قواعد امداد ایسے نادار طلبہ جو قرآن پاک اردو فارسی سے فراغت حاصل کرکے عربی درجہ کی دو سالہ تعلیم پوری کرچکے ہوں، ان کے لیے کتب، بورڈنگ اور مفت تعلیم کے علاوہ طعام، لباس، روشنی، دھلائی پارچہ اور بیماری میں دوا کا انتظام بھی دار العلوم اپنی طرف سے کرتا ہے، ایسے طلبہ کی تعداد دار العلوم میں ایک ہزار تک ہو جاتی ہے۔

سالانہ خرچ مدرسین و ملازمین کی تنخواہوں، کتابوں کی خریداری، جلد سازی، طلبہ کے طعام و لباس وغیرہ تمام اخراجات کا سالانہ بجٹ اس وقت [illegible] روپیہ ہے جو ملک کے اہل خیر حضرات کے صدقات و خیرات چرم قربانی و زکوٰۃ اور جمع شدہ غلہ کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں

طلبہ کیلئے سہولتیں پندرہ سو طلبہ میں سے تقریباً ایک ہزار طلبہ کے قیام و طعام، لباس، بیماری میں

طلبہ کی تعداد

دارالعلوم میں ۴۷ء سے قبل تعلیم پانے والے طلبہ غیر منقسم ہندوستان کے ہر حصے سے آتے تھے تاہم اب بھی ہندوستان کے علاوہ انڈونیشیا، ملائیشیا، سیلون نیپال، افریقہ اور حجاز تک کے طلبہ تعلیم کیلئے آتے ہیں جن کی عمومی تعداد ۱۵ سو کے قریب رہتی ہے،

قواعد امداد

ایسے نادار طلبہ جو قرآن پاک اردو فارسی سے فراغت حاصل کرکے عربی درجہ کی دوسالہ تعلیم پوری کرچکے ہوں، ان کے لیے کتب، بورڈنگ اور مفت تعلیم کے علاوہ طعام، لباس، روشنی، دھلائی پارچہ اور بیماری میں دوا کا انتظام بھی دارالعلوم اپنی طرف سے کرتا ہے، ایسے طلبہ کی تعداد دارالعلوم میں ایک ہزار تک ہو جاتی ہے۔

سالانہ خرچ

مدرسین و ملازمین کی تنخواہوں، کتابوں کی خریداری، جلد سازی، طلبہ کے طعام و لباس وغیرہ تمام اخراجات کا سالانہ بجٹ اس وقت [illegible] روپیہ ہے جو ملک کے اہل خیر حضرات کے صدقات وخیرات چرم قربانی زکوٰۃ اور جمع شدہ غلہ کے ذریعے پورے کیے جاتے ہیں

طلبہ کیلئے سہولتیں

پندرہ سو طلبہ میں سے تقریباً ایک ہزار طلبہ کے قیام و طعام، لباس، بیماری میں

دوا، روشنی، دھلائی پارچہ، مٹی کا تیل سب مدرسہ کی طرف سے دیا جاتا ہے، تعلیم کے لئے کتابیں مدرسہ کی طرف سے مستعار دی جاتی ہیں۔

دارالعلوم کے اخراجات کے سلسلہ میں اصل سرمایہ توکّل علی اللہ ہے۔ جس چیز کی خصوصی ضرورت ہوتی ہے حضرت مہتمم صاحب اعلان کر کے اللہ کے بھروسہ پر کام شروع کرا دیتے ہیں اور حق تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں کو متوجہ فرما دیتا ہے اور غیب سے اس کام کی تکمیل کا سامان ہو جاتا ہے۔ فللہ الحمد۔

شعبۂ تبلیغ

دارالعلوم میں باقاعدہ شعبۂ تبلیغ قائم ہے، ملک کے کسی گوشہ میں جہاں بھی ضرورت ہو دارالعلوم سے مبلّغ طلب کیا جا سکتا ہے، آمد و رفت کے مصارف اور ضروری اخراجات داعی کے ذمہ ہوتے ہیں۔

شعبۂ تنظیم و ترقی

ملک کے مختلف اضلاع میں سرمایہ کی فراہمی کے لئے (۲۰) محصل چندہ سفراء موجود ہیں جو پورے سال کام کرتے رہتے ہیں، ان سب کے انتظام اور نگرانی کے لئے شعبۂ تنظیم قائم ہے، سفراء کے علاوہ

چار مبلغ بھی ہیں جو ضرورت کے وقت دیہات میں وعظ و تبلیغ کے لئے جاتے رہتے ہیں، اس شعبہ کا انتظام ایک ناظم کی نگرانی میں ہوتا ہے۔

غلّہ اسکیم

شعبۂ تنظیم کے سفرا قرب و جوار کے دیہات میں فصل ربیع و خریف کے موقع پر غلہ کی فراہمی کا کام بھی کرتے ہیں، اگر حالات سازگار ہوتے ہیں تو مارچ کے مہینہ میں جلسہ بھی کیا جاتا ہے، جو قریب کے اضلاع کی حد تک ہی محدود رہتا ہے، جس میں کئی ہزار کا اجتماع ہوتا ہے۔

ماہنامہ رسالے

ایک بزبان عربی اور ایک بزبان اردو، دو ماہنامے جاری ہیں۔

فن خوشنویسی

باقاعدہ فن کتابت کے اصول و فروع سے واقف کر کے عربی اور اردو رسم الخط کی مشق کرادی جاتی ہے کہ مطبع اور رسالہ و اخبار میں کام کرنے کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے۔

شعبۂ صنعت و حرفت

دار الصنائع قائم ہے جس میں خیاطی چرم دوزی اور جلد سازی کا کام

سکھلایا جاتا ہے۔

فتاویٰ دار العلوم میں دو مفتی، ایک نائب مفتی، فتویٰ نویسی کا کام کرتے ہیں، اور ہزارہا سوالوں کے جوابات دیئے جاتے ہیں، ہر سال دس طلبہ کو وظیفہ دے کر فتویٰ نویسی کا کام سکھلایا جاتا ہے۔

کتب خانہ بہت بڑا کتب خانہ ہے جس میں اردو، فارسی، عربی ہندی، انگریزی، درسی و غیر درسی، مطبوعہ و قلمی ہر قسم کی کتب موجود ہیں، جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ سے زائد ہے

طبیہ کالج دار العلوم کے تحت ایک طبیہ کالج قائم ہے جس میں باضابطہ جماعت بندی کے ساتھ طب جدید و قدیم کی تعلیم دیجاتی ہے اور کورس پورا ہونے پر باضابطہ طبی سند دی جاتی ہے جو حکومت ہند میں مستند مانی جاتی ہے۔

علاج معالجہ طب کی تعلیم کے علاوہ طلبہ اور شہری مریضوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے، طلبہ کی ایک حد تک تیمارداری کا معقول انتظام ہے۔

فضلاء کی تعداد قیام دار العلوم سے اب تک تقریباً ۱۶۰۰۰ فارغ التحصیل ہو چکے ہیں

جو مختلف مقام پر درسی، علمی، دینی، سیاسی، تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

دارالعلوم کی شاخیں

دارالعلوم کے بعد سیکڑوں مدارس اسی نہج پر قائم ہوئے بعض مدارس میں اسی نصاب کے ابتدائی حصہ کی تعلیم دیجاتی ہے بعض میں مکمل تعلیم ہوتی ہے اور اکثر کے امتحان سالانہ کا تعلق دارالعلوم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین

خاتمہ

حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اس ناکارہ سے یہ خدمت لے لی ہے، حق تعالیٰ اس کو تمام مسلمانوں کے لئے مفید و نافع بنائے، دارالعلوم کو تادیر قائم رکھے اور ہمیشہ ہمیشہ منتسبین کو دارالعلوم کی خیر خواہی اور امداد کی توفیق نصیب فرمائے۔

دارالعلوم کے سلسلہ میں بزرگانِ دین کی بہت سی پیشین گوئیاں بھی موجود ہیں جنھیں تحقیق و استناد کے ساتھ جمع کرنے کی توفیق میسر آئی تو آئندہ اڈیشن میں شامل کر دی جائیں گی، جن حضرات کو اور واقعات کشف یا رویائے صالحہ کے معلوم ہوں احقر کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کا اضافہ کر دیا جائے۔ وما علینا الا البلاغ

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین!

احقر الزمن انوار الحسن ہاشمی مبلغ دارالعلوم دیوبند۔